Digitized by Khilafat Library

الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ | Reg. No. L. CCLXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سرایں صد

ضمیمہ درس قرآن مجید معہ | پیشگی چار روپے

جلد ۱۰ | ۵۔ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۶۔ اپریل ۱۹۱۱ء مطابق ۲۴ چیت سمہ ۱۹۶۷ | (نمبر ۲۲ و ۲۳)

بھائیو! گر قادیان آؤ گے تم | ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

اخبار قادیان

صحت حضرت خلیفۃ المسیح

محبت عجیب چیز ہے ہمارے دوست میاں محمد بخش صاحب جو ملک اسٹریلیا میں تجارت کرتے ہیں اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ قادیان کی اخبار کی ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے متعلق جو سرخی قائم کرتے ہیں اُس میں حرف خلیفۃ المسیح کے الفاظ نہوں بلکہ سُرخی میں ہی آپ کی صحت و عافیت کے متعلق کوئی نقطہ اشارہ کرتا ہو کیونکہ بدر کو کھولنے کے وقت سب سے اول جن الفاظ کو ہماری مشتاق نگاہیں تلاش کرنے کو دوڑتی ہیں وہ اسی سرخی کے الفاظ ہیں۔ اور ہمارا جی چاہتا ہے کہ خود اس سرخی میں ایسے الفاظ ہوں جو اندرونی عبارت پڑھنے سے قبل ہی ہمارے دلوں کو راحت پہنچانے والے ہو جائیں سو ہم اپنے عزیز دوست کے اس اخلاص کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اُن کے منشاء کے مطابق اس دفعہ سُرخی قائم کرتے ہیں ٭

حضرت صاحب کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی ہے ضعف ہے گر قوت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اگلے دن ایک بیمار کو دیکھنے کے واسطے پہلی دفعہ کوچہ تک تشریف لائے تھے شیخ تیمور صاحب کو درس حدیث بخاری شریف دیتے ہیں خطوط ہنوز خود نہیں پڑھتے بلکہ سنائے جاتے ہیں اور کتاب بھی مطالعہ نہیں فرماتے ایک دن تین سہال ہو کر ضعف ہو گیا تھا اُمنہ میں کمزوری رہی۔ آج (منگل) طبیعت بالکل صاف ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو پوری صحت و تندرستی اور طاقت عطا فرماوے۔ احباب دعا میں مصروف رہیں

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایک شہادت کے سبب سرگودہ تشریف لے گئے ہیں (ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب بامداد ڈاکٹر عبداللہ صاحب حسب دستور آپ کی خدمت میں مصروف ہیں) اور ان کے متعلق ان کے محکمہ نے تا حال کوئی فیصلہ نہیں کیا ٭

قادیان کے اردگرد اور خود بستی میں بھی طاعون ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا سالانہ امتحان ہو کر بارہ روز کے واسطے بچوں کو رخصت دی گئی ہے اور اکثر لڑکے اپنے وطن چلے گئے ہیں ۱۵ اپریل کو انشاء اللہ مدرسہ کھلیگا مدرسہ احمدیہ بدستور جاری ہے ٭

بہت سے معزز دوستوں کے خط آئے ہیں کہ آپنے بھیرہ جاتے ہوئے اپنی والدہ صاحبہ کی بیماری کی خبر لکھی تھی واپسی پر پھر کچھ نہیں لکھا کہ ان کا کیا حال ہے ان مہربانوں کو اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے کہ آپ بزرگوں کی دلی دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے قبول کر لیا والدہ صاحبہ کو جلد شفا ہوئی میرے اہل و عیال تا حال ان کی خدمت کے واسطے بھیرہ میں ہیں اور عاجز یہاں قادیان میں ہیں ٭

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعت کا مذہب

(کلام)

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

مہرِ او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جا بود

اقتدائے قولِ او در جانِ ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

آں ہمہ از حضرتِ احدیت است
منکرِ آں مستحقِ لعنت است

معجزاتِ او ہمہ حق اند و راست
منکرِ آں مورد لعن خدا است

معجزاتِ انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمانِ ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

از ملائک و از خبر ہائے معاد
ہر چہ گفت آں مرسلِ ربّ العباد

یک قدم دوری ازاں عالی جناب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

تعلیم الاسلام سے امتحان انٹرنس میں جانے والے عزیز طلباء صاحبان دل سے دعائے مدد کے واسطے درخواست دیتے ہیں

ایسا ہی شیخ شبراتی صاحب بنارس سے محمد سمیع خاں کے امتحان میں کامیاب ہو جانے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ٭

۱۴۔ مئی کا پرچہ اُن خریداروں کے نام وی پی ہوگا جن کی قیمت تا حال وصول نہیں ہوئی۔ چونکہ افریقہ وی پی نہیں جا سکتا اسواسطے وہاں کے بقایا دار صاحبان خود ہی توجہ فرمائیں ہمارے خط کا انتظار نہ کریں ٭

جنازہ غائب حافظ احمد الدین صاحب ساکن چک اسکندر ضلع گجرات جو ایک صالح احمدی بزرگ تھے فوت ہو گئے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت عالیہ میں اعلیٰ مدراج دے ٭

جلسہ احمدیہ بنارس کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح نے چند معزز احباب کو جانے کے واسطے حکم دیا ہے کہ وہاں وعظ کریں یہ عاجز بھی حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ان بزرگ دوستوں کے ہمرکاب ہوگا

ثنائی چکر۔ قیمت علاوہ محصول ایک آنہ۔ (دفتر بدر سے طلب کرو)

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا)

احمدیوں اور غیر احمدیوں کی مثال

"احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلاف کے متعلق"

ابن خزرجو نے اپنے اخبار اہل حدیث میں ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ع کی بعض عبارتیں نقل کی ہیں۔ اخبار المنیر اور الوطن میں بھی اس پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کے ساتھ اپنے اختلاف کو اصولی نہ بتلائیں بلکہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز رکھیں ایسے صاحبان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت ایک مظلوم جماعت ہے۔ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے وطن سے بے وطن کئے گئے برادری سے خارج کئے گئے۔ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہمیں روکا گیا۔ ہمارا پانی مسلمانوں نے اپنے کنوؤں سے بند کر دیا اپنے قبرستان میں ہمارے مُردے دفن نہیں ہوتے دئے۔ ہمارے رشتوں کو ہم سے چھین لیا گیا۔ ہمیں برسر مجالس بے عزت کیا گیا۔ مارا گیا پیٹا گیا۔ ہمارا تمسخر اُڑایا گیا۔ ہماری ملازمتوں میں رخنہ اندازی کی گئی۔ ہماری دوکانوں سے سودا لینا حرام سمجھا گیا۔ ہم سے سلام کہنا موجب کفر جانا گیا۔ اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے ایک ایمان کے لئے پکار دینے والے کی پکار سُنی۔ ہم نے اسے لبیک کہا۔ اور خدا کے فرستادے پر ایمان لائے۔ ان سب مظالم پر ہم نے صبر کیا۔ اپنے بھائیوں کی گالیاں سنیں اور چپ رہے۔ اپنے سید اپنے مولیٰ (جس پر ہماری جانیں فدا ہوں) کی جناب میں وہ گستاخیاں سنیں اور وہ شوخیاں دیکھیں۔ کہ الامان الحفیظ۔ پر ہم نے اُف تک نہ کی۔ اور نہ ہم نے فتوے بازی کو اپنا شغل بنایا۔ اخبار المنیر زور دیتا ہے کہ کیوں بدر نے میرے مضمون کا جواب نہیں دیا۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم ان کی طرح آزاد نہیں ہیں کہ جو کچھ اپنی رائے اور خیال میں آوے۔ وہی لکھ ڈالیں۔ بلکہ ہم ایک سلسلہ میں منسلک ہیں اور ایک امام کے ماتحت ہیں۔ چونکہ اسی مضمون پر جناب حضرت صاحبزادہ محمود احمدؐ صاحب نے ایک مبسوط مضمون لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ع کی خدمت میں پیش کیا ہوا ہے۔ اس میں اُمید ہے۔ کہ اس مسئلہ کے تمام ضروری پہلوؤں پر مفصل بحث ہوگی۔ اس واسطے ہم اس پر کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ ہاں سر دست ہم ابن خزرجو کی تحریر میں سے دو باتوں پر نوٹس لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

اوّل۔ ابن خزرجو صاحب لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اور مرزائیوں کا اسیقدر فرق ہے جو عیسائیوں اور محمدیوں میں ہے یہ مثال ابن خزرجو کی درست نہیں ہے بلکہ صحیح مثال یہ ہے۔ کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا اسی قدر فرق ہے۔ جو زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں یہودیوں اور عیسائیوں کا تھا۔ یہود اہل کتاب تھے ایک شریعت رکھتے تھے ان کے صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین میں سے ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے مبعوث اور مامور کیا تھا۔ تاکہ ان کی غلطیوں کو دُور کرے وہ شریعت کو منسوخ کرنے نہ آیا تھا اس کا قبلہ اور نماز اور سب باتیں حضرت موسیٰ کی متابعت میں تھیں۔ یہود نے عموماً اس کو نہ مانا اُسے کافر کہا اور اسے ایذا دی۔ مگر یہود میں سے جنہوں نے اس مامور من اللہ کو قبول کر لیا۔ وہ اس کے نام پر عیسائی کہلائے۔ اسی کے مطابق اس زمانہ میں بھی حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں نے یہودیوں کی سیرت اختیار کی۔ اس واسطے اُن کی اصلاح کے لئے ایک مسیح بھیجا۔ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لایا بلکہ اسی نبی صاحب شریعت کا خادم اور غلام کہلانیوالا ہے اسے مسلمانوں نے عموماً قبول نہیں کیا۔ پر جنہوں نے اُسے قبول کیا وہ اس کے نام پر احمدی کہلاتے ہیں۔

ابن خزرجو کی دروغ گوئی

دوسرا۔ امر جس پر ہم نوٹس لینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ابن خزرجو لکھتا ہے۔ کہ جو لوگ مولوی شبلی جیسے باخبروں کو بھی دھوکہ دینے کو کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم مرزا کو رسول نہیں مانتے بلکہ آنحضرۃ کو خاتم النبیین عام معنے میں سمجھتے ہیں۔ اس میں ابن خزرجو نے ہماری اس گفتگو کیطرف اشارہ کیا ہے۔ جو لکھنؤ میں ہمارے اور مولوی شبلی صاحب کے درمیان میں ہوئی تھی اور محض افترا پردازی سے اپنے پاس سے یہ لفظ بڑھا دیا۔ کہ ہم مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ ہم نے اس امر کی تشریح کی تھی کہ ہم کن معنوں میں حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور میں جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ۔

"اُن لوگوں کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہرگز عزت نہیں جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ افضل الانبیاء مدینہ میں مدفون ہے اتنا نہیں سوچتے کہ اگر وہی عیسیٰ آوے تو پھر تو وہ خاتم الانبیاء ہوگیا اگر کوئی کہے کہ تم بھی نبوت کے مدعی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ویسا نبی نہیں ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور فیوض سے ہے"۔

اس تقریر کو سُن کر اخبار عام میں ایک مضمون نکلا تھا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر حضرت نے ایک مضمون اخبار عام میں چھپوایا تھا جس میں سے کچھ اقتباس درج ذیل ہے۔

پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا میں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں میں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ یہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں اُمور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک کہ میں دنیا سے گزر جاؤں مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنے تحقیق نہیں ہو سکتے۔"

یہی بات نبی کے لفظ کے معنوں کے متعلق جو عربی اور عبرانی زبان میں ہے شبلی صاحب کو سمجھائی گئی تھی جس پر آخری اعتراض انہوں نے یہ کیا تھا کہ اس لفظ پر عام مسلمان بھڑک اٹھتے ہیں۔ تب میں نے عرض کی تھی کہ ہم کوئی اسبات کا خصوصیت سے وعظ نہیں کرتے پھرتے۔ حضرت صاحب نے بھی اس لفظ کو شرائط بیعت میں درج نہیں کیا لیکن جب لوگ خود اس مسئلہ کو چھیڑتے ہیں۔ تو جو حق بات ہے اس کے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسکی نبوت کو خدا تعالیٰ نے اپنے زبردست نشانوں سے ثابت کر دیا ہے ہم اس کو کہیں کہ وہ نبی نہیں ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ جو مسئلہ باوجود صاف ہونے کے لوگوں کی شامت اعمال سے فی زمانہ پیچیدہ بن گیا ہو اس کو قبل اس کی پوری تشریح کے بیان کر دینا عوام کو ایک مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہو کہ شرائط بیعت میں ایسے الفاظ درج نہیں۔ ورنہ جو کچھ حضرت مسیح موعود ع پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا اور انہوں نے فرمایا۔ وہ سب حق اور ہمارا دین اور ایمان ہے اور شرائط بیعت میں داخل ہے۔

ابن خزرجو آپ کیوں چیختے ہیں

ابن خزرجو صاحب کا ذکر اخبار میں آگیا ہے۔ تو ہم ان کو یہ بھی عرض کر دینا مناسب جانتے ہیں کہ جناب مولوی میر قاسم علی صاحب اپنے رسالہ احمدی میں جو کچھ آپ کو لکھتے ہیں آپ کو چاہئے کہ آپ صبر سے اُسے برداشت کریں۔ سالہا سال سے آپ اپنے اخبار اہل حدیث میں بدزبانی اور سخت کلامی اور دریدہ دہنی سے جو کچھ بھی آپ کے مونہہ میں آیا برابر کہتے چلے آئے۔ کیونکہ آپ نے دیکھا کہ بالمقابل کوئی کلام نہیں کرتا تھا اسواسطے آپ دن بدن بڑھتے گئے۔ اور شیر پنجاب بن گئے۔ آپ نے اپنی خوفناک گالیوں سے چار لاکھ احمدیوں کا دل دُکھایا ہے۔ اب ایک احمدی نے یہ سوچ کر کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے آپ کے حق میں کچھ لکھا جس کا اثر صرف آپکی ذات پر ہے کیونکہ آپکی کوئی جماعت نہیں۔ اہل حدیث کے ایک بڑے حصہ نے بھی خود آپکو گمراہ قرار دیا ہے تو پھر اس ذراسی آواز پر اتنا چیخنا۔ چلانا۔ رونا پیٹنا اور دہائی دہائی مچانا ٹھیک نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

Digitized by Khilafat Library

گناہ کا جرم

(ایڈیٹر)

مجی ڈاکٹر صاحب کا مضمون گناہ کے جرم پر صاحبدلان کے واسطے بہت دل لگی کا موجب ہے۔ ہم تو مدت سے جانتے ہیں کہ ہمارے مخدوم صرف ظاہری مریضوں کیواسطے نہیں بلکہ روحانی بیماروں کے لئے بھی بشیر ہیں اس مضمون سے ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ کہ وہ باطنی اناٹومی کے بھی ماہر ہیں

ایڈیٹر۔

جرم (germ) انگریزی میں کہتے ہیں ایک نہایت باریک جاندار کو جو نظروں سے نہاں اس عالم میں موجود ہے اور سوائے خوردبین کے نظر نہیں آتا۔ اس کی لاانتہا اقسام ہیں ان میں سے بہت سی اقسام ایسی ہیں جو امراض جسمانی پیدا کرتی ہیں چنانچہ اسی زمانہ میں ایک ہوا چلی ہے۔ اور ڈاکٹروں کی نئی تحقیقاتوں سے یہ ثابت ہوتا چلا جاتا ہے۔ کہ قریباً قریباً کل امراض کسی نہ کسی جرم سے پیدا ہوتے ہیں بعض معلوم ہو چکے بعض معلوم ہو رہے ہیں۔ غرض یہ سلسلہ چل رہا ہے اور کوئی زمانہ آتا ہے کہ ساری انگریزی طب کا مدار ہی جرم تھیوری پر ہو جائیگا۔ اب ایک اور بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی میں ایک لفظ ہے۔ جن۔ اس کے معنے بھی لغت میں مخفی مخلوق کے ہیں یہ بہت وسیع لفظ ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا جرم بھی اسی جن کے مفہوم کے اندر آجاتا ہے۔ یعنی جرم بھی جن کی ایک قسم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی نے ۱۳ سو سال پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ موتی بخار۔ ملیریا۔ ہیضہ۔ طاعون یہ سب جن سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں جب تحقیقات سے ان امراض کے جرم معلوم ہوئے۔ تو اسلام کی صداقت ظاہر ہوئی کہ فی الواقع جن (یعنے جرم) ہی ان امراض کے بواعث تھے ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس زمانہ کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ تمام امراض جسمانی محرکات خارجی سے پیدا ہوتے ہیں یعنے محرک ہمیشہ خارج سے آئے گا لیکن اس محرک کے اثر کو قبول کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس جسم کے اندر کوئی کمزوری موجود ہو۔ ورنہ محرک اثر نہیں کرسکتا۔ مثلاً نمونیا (ذات الصدر) ایک مرض ہے اس کا باعث ایک جرم ہے یہ جرم اکثر موجود ہوتا ہے مگر اثر نہیں کرسکتا ہاں جب اچانک ایک شخص سخت سردی کھاتا ہے یا گرم سرد ہو جاتا ہے اس سے انسان کے جسم یا پھیپھڑے میں جو کمزوری پیدا ہوتی ہے اس سے اس جرم کو اپنا اثر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور فوراً نمونیا ہو جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں سردی سے نمونیا ہو گیا حالانکہ نمونیا کا باعث تو وہ جرم ہے۔ جو خارج میں ایک وجود ہے۔ مگر جب تک خود جسم کے اندر کمزوری پیدا نہ ہوئی۔ یہ جرم اثر نہیں کرسکا۔

یہ بڑی سچی بات ہے کہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی عالم میں مشابہت ضرور ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے۔ کہ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان۔ کہ علم دو ہی ہیں۔ جسم کا علم اور دین کا علم۔ تو اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ دونو میں مشابہت بڑی بھاری ہے۔ اور ہونی بھی چاہیئے کیونکہ دونو کا ایک دوسرے سے نہایت شدید تعلق ہے اور ہر ظاہر کے مقابل میں ایک باطن ہے۔ اگر ظاہر کی آنکھ کان ہیں تو باطن کی آنکھ کان بھی موجود ہیں۔ ظاہر کے خط وخال ہیں تو باطن کے بھی علیٰ ہذا القیاس موجود ہیں۔ غرض باطن کو سمجھنے کے لئے ظاہر بطور آئینہ کے ہے۔ جس میں باطن کی جھلک نظر آتی ہے اسی طرح ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ گناہ کیا ہے۔ ایک روحانی بیماری ہے جس طرح جسم کے قویٰ اگر اپنے اصلی حالت پر چلے چلیں تو حالت صحت ہوتی ہے۔ اگر کوئی عضو یا قوت درست نہ رہے تو وہ بیماری کہلاتی ہے اسی طرح روحانی قویٰ جب تک صحیح حالت میں یعنے جو ان کا مقصد اصلی ہے اس کے لئے کام کرتے رہیں۔ تو وہ ٹھیک ہے اور اس کو صلاحیت کہیں گے اور ایسے شخص کو مرد صالح کہیں گے۔ مگر جب وہ قوت روحانی اپنا کام صحیح نہ کرے یا اپنے مقصد اصلی سے غلط راستہ پر چلے۔ تو اس کو گناہ کہیں گے

اب جس طرح امراض جسمانی کے ڈاکٹروں نے خوردبینوں سے دیکھ کر دنیا کو تبلایا ہے کہ امراض جسمانی کے محرک خارجی وجود ہیں۔ جن کو جرم کہتے ہیں یا عربی میں جن کہتے ہیں اسی طرح روحانی ڈاکٹروں نے یعنے انبیاء نے اور سب سے بڑھ کر تمام نبیوں کے سرتاج حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باطنی آنکھوں سے دیکھ کر دنیا کو تبلایا۔ کہ روحانی بیماریوں کے محرک بھی ایسے مخفی وجود ہیں جو خارج میں موجود ہیں اور جن کو شیطان کہتے ہیں۔ گویا گناہ کا جرم شیطان ہے۔ چنانچہ جس طرح جرم جن کی قسم میں داخل ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی اپنے کلام پاک میں وکان من الجن فرماکر تبلا دیا کہ شیطان بھی جن ہے۔ اور جس طرح جرم جسمانی بیماریوں کی تحریک کرتا ہے اسی طرح شیطان روحانی بیماریوں کی تحریک کرتا ہے کیونکہ محرک ہمیشہ خارج سے آئے گا یہ ایک مسلمہ اور تحقیق شدہ مسئلہ ہے۔ ہاں جس طرح جب تک جسم کے اپنے اندر کوئی کمزوری موجود نہ ہو۔ جرم اثر نہیں کرسکتا اسی طرح شیطان بھی جب تک انسان کے اندر کوئی روحانی کمزوری نہ ہو۔ کسی شخص پر اثر نہیں کرسکتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا - ان عبادی لیس لک علیہم سلطٰن یعنے میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہ ہوگا یعنے جن کی روحانی حالت صحیح ہوگی اور ان کے اندر کوئی کمزوری نہ ہوگی۔ ان پر شیطان کا کوئی غلبہ نہ ہوگا (کیونکہ عبد کا مقام نہایت اعلیٰ ہے چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے - یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ ترجمہ۔ اے نفس اطمینان یافتہ اپنے رب کی طرف لوٹ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہو اور میرے جنت میں داخل ہو - ان پر شیطان کا کوئی غلبہ نہ ہوگا۔ جس طرح جسمانی طب نے تبلایا کہ جرم کے داخل ہونے سے بچنے کے واسطے اپنے تمام سوراخوں اور ترشگافوں (جن میں منہ۔ ناک۔ شرمگاہ۔ زخم وغیرہ سب داخل ہیں) کی حفاظت کرو روحانی طب نے بھی تبلایا کہ یحفظوا فروجھم۔ یعنے اپنے تمام سوراخوں (جس میں منہ زبان۔ کان۔ ناک۔ آنکھ۔ شرمگاہ وغیرہ سب شامل ہیں) کی حفاظت کرو۔ جس طرح وہاں بتایا گیا کہ بیماروں سے نہ ملو ایسے یہاں بھی بتایا گیا کہ روحانی مریضوں کی صحبت نہ اختیار کرو۔ جس طرح وہاں بتایا کہ ہر قسم کی گندگیوں سے پرہیز کرو ایسے ہی یہاں بتایا گیا کہ والرجز فاھجر یعنی ہر قسم کی گندگی سے پرہیز کرو جس طرح وہاں بتایا کہ صاف رہنا صحت کے لئے مفید ہے یہاں بتایا کہ ان اللہ یحب التوابین و المتطہرین۔ بے شک اللہ پیار کرتا ہے۔ توبہ کرنے والوں اور خوب صاف و پاک لوگوں کو۔ وہاں صحت کے لئے اگر مناسب لباس تجویز کیا گیا تو یہاں روحانی صحت کے لئے لباس تقوےٰ تجویز ہوا۔ اگر وہاں غذا کے لئے عمدہ چیزیں تجویز کی گئیں۔ تو یہاں کلوا حلالاً طیباً۔ (یعنی حلال طیب کھاؤ) کے علاوہ قرآن کریم۔ تسبیح۔ تحمید۔ تہلیل۔ تکبیر۔ درود شریف کو غذا قرار دیا۔ اگر وہاں غسل کرنا لازمہ صحت ہے تو یہاں نماز لازمہ صحت ہے۔ حدیثوں میں نماز کو غسل سے ہی تشبیہ دی ہے۔ اگر پاکیزہ ہوا صحت جسمانی کے لئے ضروری تھی۔ تو صحت روحانی کے لئے کونوا مع الصادقین۔ فرمایا یعنے صادقوں کی صحبت (پاکیزہ) اختیار کرو۔ اگر وہاں روشنی جرم کو مار دیتی ہے تو یہاں انوار الٰہیہ شیطان کو ہلاک کر دیتے ہیں اگر آگ تمام قسم کے جرموں کو ہلاک کر دیتی ہے تو یہاں محبت الٰہی کی آگ ہر قسم کے شیاطین کو ہلاک کر دیتی ہے اگر کوئی بیمار ہو جاوے تو جس طرح اس مرض کو اسباب سے مریض کو دور ہٹایا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی امراض میں توبہ کام دیتی ہے جن اسباب سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ ان سے ہٹ جانا اور خدا کی طرف رجوع کرنا۔ جس طرح امراض جسمانی کے لئے دوائیں استعمال ہوتی ہیں یہاں استغفار و لاحول سے کام لیا جاتا ہے۔ وہاں مسہل دیا جاتا ہے تو یہاں صدقہ دیتا ہے وہاں صحت کی ترقیات کے لئے مقویات دیتے ہیں یہاں عمل صالح سے کام لیا جاتا ہے۔ جس طرح وہاں کچھ احکام ہیں اور کچھ پرہیز ہیں ایسے ہی یہاں کچھ اوامر اور کچھ نواہی ہیں۔ جس طرح جو لوگ علاج نہیں کراتے اور ان کی بیماریاں بڑھ جاتی اور لاعلاج ہو جاتی ہیں وہ بڑے شفاخانوں میں بھیجدیئے جاتے ہیں۔ پھر اس پر طرح طرح کے عمل جراحی اور بعض اعضاء چیرے اور جلائے جاتے ہیں اسی طرح جب روحانی مریض علاج نہیں کراتے اور حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ تو وہ بھی ایک بڑے شفاخانے میں جس کا نام جہنم ہے بھیجدیئے جاتے ہیں اور وہاں طرح طرح سے جلانے وغیرہ سے ان کا علاج ہوتا ہے کیونکہ شیطان کا آخری علاج جلانا ہے۔ کافر کا شیطان جہنم میں جل کر ہلاک ہوتا ہے۔ مگر مومن کا شیطان محبت الٰہی کی آگ میں جل کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

غرض کہاں تک بیان کیا جائے ایسی عجیب وغریب مشابہت ہے کہ تعجب ہوتا ہے مگر ساتھ ہی ان نئی روشنی کے لوگوں کی ہٹ دھرمی اور تعصب پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ بیماریوں کے لئے تو خارجی مخفی مخلوق تحریک پیدا کرنے کے لئے ضرور مانیں مگر روحانی امراض کی تحریک کے لئے خارجی وجود ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ ایک ڈاکٹر کی عینک لگی ہوئی آنکھ ایک خوردبین کے شیشہ میں خاک دھول کچھ بھی دیکھ لے۔ وہ سب سچ اور بجا مگر ایک نبی کی چشم حق میں کیسی ہی سچی باتیں کیوں نہ دیکھے وہ نادرست۔ ایک ڈاکٹر کی محدود کھوپڑی کی محدود عقل جو کچھ بھی اٹکل لگا بیان کرے وہ وحی آسمانی ہے۔ مگر ایک نبی کی سچی وحی جو اپنے اندر سچا علم رکھتی ہے وہ ناقابل تسلیم۔ اگر یہ کہا جاوے کہ اس پر دلائل بھی ہیں تو عرض یہ ہے کہ وہی دلائل اسجگہ

بھی موجود ہیں۔ صرف منصف مزاج قلب چاہیئے۔

گناہ کے جرم کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس زمانہ میں اس کی خوب چڑھ مچی۔ چنانچہ دہریت اور فسق و فجور کی ایسی وبا پھیلی ہو کہ الامان الحفیظ۔ سل کے مرض کی طرح بس اندر ہی اندر کھا جاتی ہے۔ بڑے عمدے برا ہو سے۔ آخر اس وبا کے دور کرنے کے لئے بھی خدا نے اپنی رحیمی و کریمی کو کام فرما کر ایک ڈاکٹر بھیجا۔ جس نے آکر قادیان میں شفاخانہ کھولا اور وہی مجرب نسخہ جو اس کے اُستاد حاذق سارے روحانی ڈاکٹروں کے سرتاج نے ۱۳۰۰ برس پہلے استعمال کر کے ایک عالم کو شفا دی تھی۔ وہی نسخہ اس نے بھی استعمال کیا یعنی قرآن کریم۔ مگر اکثر مریض اپنی جان سے کچھ ایسے بیزار تھے۔ کہ لگے ڈاکٹر صاحب کی ہی مخالفت کرنے اور کہنے لگے کہ ہمیں زہر دیا جاتا ہے دوا بھی کڑوی نہ تھی۔ بلکہ شہد کی طرح میٹھی تھی۔ مگر کیا کیا جاوے کہ بیماروں کے مُنہ کا ذائقہ ہی بگڑ گیا تھا۔ میٹھا بھی کڑوا معلوم ہونے لگا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیماری سے کچھ مزاج بھی چڑچڑا ہو گیا۔ اخلاق بھی پست ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر نے تو بہتیرا کہا کہ میں سرکاری نوکر ہوں۔ تمہارے لئے ہی مقرر ہوا ہوں کوئی معاوضہ فیس وغیرہ نہیں مانگتا۔ مگر بیماروں نے ایک نہ سنی وہ یہی کہے گئے۔ کہ ہم نہیں پیتے۔ کڑوی ہے۔ کچھ طاعون نے ہاتھ پاؤں ہلائے۔ مگر آخر کار کہاں تک۔ کوئی زبردستی تو ہے ہی نہیں یہاں تو من چلے کا سودا ہے ڈاکٹر تو چلا گیا۔ مگر اپنا جانشین چھوڑ گیا۔ جو ظاہری و باطنی دونوں طرح علاج کرتا ہے اور بہت سے کارندے بھی ہیں مگر بیماروں کی ہٹ تو اب تک ویسی ہی چلی جاتی ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہم تو اب بھی یاروں کو صلاح دیتے ہیں کہ دیکھو یہ وقت ہے۔ ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ ورنہ پیچھے پچھتاؤ گے ؎

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی
دوا بینی۔ شفا بینی۔ غرض دارالامان بینی

راقم۔ عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ۔

ناصر کی نصرت کرو

خواہ تم جاگو نہ جاگو میں جگا دونگا تمہیں۔ تم سُنو نہ سنو میں تو سنا دونگا تمہیں۔ اے میرے پیارے

احمدی احباب یہ تو ناممکن ہے کہ کسی ایک شخص کی بات کل زمانہ مان لے مگر میرا تمہارا ایسا رشتہ ہے۔ کہ میری التجا، تمہیں منظور فرمانی ہی مناسب ہے۔ خصوصاً ایسی عرض جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ قادیان کے اصحاب صفہ جن کا ذکر حضرت صاحب کے الہام میں ہے اور جن کے لئے فرشتہ روٹی لایا تھا۔ جو لنگر خانہ میں کھاتے ہیں مگر جو ان میں سے عیال والے ہیں وہ بے در و بے گھر ہونے کے سبب سخت تکلیف پا رہے ہیں ان کے مکانوں کے لئے حضرت نواب محمد علیخان صاحب نے ایک قطعہ زمین عطا فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک گھر بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جنہیں سے ایک سو روپیہ خشتی بھی عنایت فرما دیا ہے۔ اس زمین میں ۲۲ گھر طیار ہوں گے۔ اور ہر ایک گھر پر تین سو روپیہ اندازاً خرچ آئیگا اس حساب سے کل چھ ہزار تین سو روپے کیضرورت ہے۔ سب دوست توجہ فرما دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را

تم تو ماشاء اللہ ہزاروں لاکھوں ہو۔ اگر متفقہ کوشش کرو۔ تو ایک دن میں یہ روپیہ بہم پہونچا سکتے ہو۔ خصوصاً بعض احباب ایسے ہی ہیں کہ جنہوں نے ہنوز کچھ چندہ عطا نہیں فرمایا۔ بعض بفضل خدا متمول بھی ہیں جیسے کہ ہمارے حضرت صاحب کے بڑے مخلص شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہیں۔ اگر چاہیں تو ایک مکان بہ آسانی بنوا سکتے ہیں اور حیدرآباد کے محمد رضوی صاحب سیالکوٹ کے چودہری نصراللہ خان صاحب۔ شیخ محمد حسین صاحب و برادران منیجر کاٹن ملز لائل پور و سرگودہ و محمد حسین خان صاحب افسر انہار ریاست خیرپور و ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ اسماعیل آدم صاحب سوداگر چھتری بمبئی۔ میاں چراغ الدین صاحب رئیس لاہور وارث میاں سلطان صاحب ٹھیکیدار۔ غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور بھی کئی صاحب ہیں جن کا حال اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے۔ مجھے مفصل معلوم نہیں۔ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح کی طرح ایک ایک گھر بنوا دیں۔ دوسرے حسب حیثیت نصف یا چوتھا حصہ مکان کا بنوا دیں۔

اور جو ان سے بھی کم مالدار ہیں وہ آٹھواں حصہ بنوا دیں۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔ جو اور بھی کم استطاعت ہیں۔ وہ دس پانچ ہی عنایت فرما کر ممنون کریں اور جو غریب ہیں۔ وہ بھی کچھ نہ کچھ دے کر ثواب حاصل کریں غرضیکہ قطرہ قطرہ مے شود دریا کو مد نظر رکھکر تھوڑا تھوڑا اس کار خیر میں دیں اور اللہ تعالےٰ سے اس کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نیتوں کو دیکھتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم

متقی بننے کے لئے جیسے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حسب حیثیت کچھ للہ فی اللہ غربا پر خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے جن کے نام اوپر لکھے گئے ہیں ان میں سے بہت سے احباب نے مجھے چندہ وقتاً فوقتاً دیا بھی ہے اور آئندہ ان کی مہربانی کی اُمید ہے کہ اور بھی ضعفا قادیان کے لئے عطا فرماویں گے۔ کسی نے کیا خوب مصرعہ کہا ہے ؎

نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے۔

لیکن ہماری جماعت کے لائق یوں ہے۔ ع

اجر ہو آپ کو اور کام ہمارا ہو جائے۔

گئو رکھشا

اس کتاب میں بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کہ گاؤکشی کے متعلق آریاؤں کا شور و غوغا بے فائدہ ہے۔ جب کہ خود دیانند سرسوتی صاحب اپنی ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء میں ویدوں کے اس حکم کو لکھ چکے ہیں کہ ہوم کی مذہبی رسم میں گائے۔ گھوڑے وغیرہ کا گوشت استعمال کرنا فرض ہے ۱۸۷۵ء کے نسخہ کو منسوخ شدہ جو آریہ صاحبان کہتے ہیں اس کے جواب بھی مدلل دئے گئے ہیں رسالہ دلچسپ ہے۔ قیمت صرف ۲ ہے اور سکھ بک ایجنسی صدر پشاور سے ملسکتا ہے۔ اس رسالہ میں ایک کمزوری دکھائی گئی ہے کہ وید پڑھت بہ ہمارے چاروں وید کہانی کے الفاظ جو سوامی دیانند نے جناب باوا نانک صاحب کیطرف منسوب کر کے باوا صاحب موصوف کو اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بے نقط سنائی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ فقرات دراصل باوا صاحب کے نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ دیانند کو بہت کچھ اناپ شناپ لکھنے کی عادت تھی مگر جب کہ وید دراصل ایسے ہی ہیں جیسے کہ اس فقرے سے ظاہر ہیں تو باوا صاحب موصوف جیسے راستباز اور حق شناس انسان کے مونھ سے اس کلمہ کا نکلنا کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ یہ کتاب دفتر بدر میں نہیں فروخت ہوتی جو صاحب چاہیں مذکورہ بالا پتہ سے منگوا لیں۔

حضرت عیسیٰ قبر میں

ہمارے علاقہ میں جب کوئی مر جائے تو گورستان میں اسقاطی مُلّاں اکثر لوگوں کو وعظ سنایا کرتے ہیں۔

اگلے دن ایک حافظ صاحب موضع للہ کے ہمارے برخلاف فرما رہے تھے کہ آج کل جو مرزائیوں کا ایک نیا فرقہ ظاہر ہوا اس نے حضرت عیسیٰ کی بڑی ہتک کی تمام اُمت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسےٰ خاکی جسم کے ساتھ آسمان میں زندہ ہے مگر یہ لوگ اس کو قبر میں سمجھتے ہیں۔ حافظ صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشربوں کی خاطر میں شیخ الاسلام شرح بخاری سے اس بحث کو کہ حضرت عیسےٰ اور دوسرے انبیاء کہاں زندہ ہیں آیا قبروں میں۔ نقل کر کے عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کے بزرگ مدت ہوئی اس ہتک کے مرتکب ہو چکے۔ مرزائیوں کا اس میں کیا قصور سُنیئے! بخاری کی اس حدیث بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ کے نیچے شارح شیخ الاسلام لکھتا ہے " و جمع نمودہ بیہقی کتابے در حیات انبیاء در قبور " اس کے ثبوت میں حدیث ذیل کو پیش کرتا ہے " در صحیح مسلم از انس مرفوعاً۔ گذشتم بموسےٰ شب اسری نزد کثیب احمر کہ آں جا قبر موسےٰ است و حالانکہ وے ایستادہ نماز مے گذارد در قبر خود و از ابی ہریرہ ہمچناں در قصہ اسری کہ از اں جملہ ایں است و دیدم خود را در جماعت از انبیاء پس ناگاہ موسےٰ ایستادہ نماز مے گذارد ...... و ناگاہ عیسےٰ ابن مریم ایستادہ نماز مے گذارد ...... و ناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز مے گذارد ...... پس امام شدم آں جماعت را " بیہقی نے اس حدیث سے حیات انبیاء کو قبروں میں ثابت کیا۔ جن میں حضرت عیسےٰ ابھی شامل ہیں بقول حافظ صاحب یہ بھی مرزائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی ہتک کرنے والے ٹھہرے اور جس نماز میں یہ انبیاء مشغول ہیں اس سے بموجب روایت محمد بن عبدالرحمان وایشاں نماز مے گذارند پیش خدا تا آں کہ نفخ کردہ شود در صور (ش ص ۱۴۵) حضرت عیسیٰ فارغ ہو کر دنیا میں بھی نہیں آسکتا اس طرح دو ہتکیں جمع ہو گئیں ایک قبر میں ہونا دوسرا نفخ صور دنیا میں واپس نہ آنا۔ پھر آگے شارح م شیخ علاء الدین قونوی کا قول نقل کرتا ہے۔ شیخ علاء الدین قونوی کہ از علماء شافعیہ از ارباب تصوف است مے گوید کہ اعتقاد حیات انبیاء در قبور و وجود ایشاں در دے ہر وجہے کہ پیش از وفات ثابت بود و استمرار و استقرار ایشاں در قبور ہم بریں وجہ از مسائل فروع نیست کہ در وے بدلائل قطعیہ غیر قطعیہ اکتفا تواں کرد۔ بمشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشاں را پیش از وفات بود زوال پذیرفتہ ...... باآنکہ اعتقاد داریم بحیات ایشاں نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتے کہ اشرف و اکمل است ایں حیات متعارف و اعتقاد داریم

کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارفیق اعلیٰ است۔ بسموات اعلیٰ نزد سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنت الماوےٰ و این حالت افضل واکمل است ازین کہ در قبر مقیم بود۔ در حدیث آمدہ کہ انبیاء را بعد از چہل روز در زمین نہ گذارند و ایشان نماز مے کنند۔ پیش پروردگار خود تا نفخ صور در حدیث دیگر آمدہ کہ من گرامی ترم نزد پروردگار خود ازان کہ مرا بعد از سہ روز مرا در قبر بگذارد پس ظاہر شد۔ کہ قطع بہ اقامت انبیاء علیہم السلام بہ این حیات در قبور و استمرار ایشان درو ے ...... متعذر است و صلوٰۃ موسےٰ در قبر دلالت ندارد بر استمرار اقامت او درو ے کیف و حالان کہ در صحیح حدیث آمدہ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم او را و انبیاء دیگر را صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین در سموات ملاقات کردہ پس توفیق آن بود۔ کہ باوجود قرار ایشان بہ سموات گاہے انتقال بجائے دیگر از موضع قبر و غیرہ نیز کنند انتہیٰ "۔ اس قول کی پھر یوں تردید کی گئی "۔ و آنچہ در تطبیق صلوٰۃ موسےٰ علیہ السلام در قبر و رویت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در آسمان گفتہ کہ انبیاء علیہم السلام باوجود قرار ایشاں بر سموات گاہے بر قبور نیز نزول و انتقال مے کنند کسے کہ قائل استمرار ایشان است در قبر بر عکس آن مے رود و مے گوید کہ باوجود قرار ایشاں در قبر در بعضے احیان بقوت نفوذی کہ در عالم ایشان را دادہ اند۔ عروج و انتقال بسموات نیز نمایند یا گوید کہ مراد دیدن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر ایشان را در قبور در حالت مرور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از سموات بترتیبکہ ذکر یافتہ است یعنے قولہ فی السماء السادستہ حال مثلاً از فاعل باشد و مفعول پس استقرار در آسمان صفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد نہ انبیاء "

قائلین حیات مسیح و مدعیان اجماع ذرہ اس تقریر کو پڑہین خود ان کے ہم مذہب شارحین اور بزرگان دین نے صاف لکھدیا۔ کہ معراج کی رات کو جس قدر انبیاء آپ نے دیکھے۔ کیا ابراہیم کیا موسےٰ کیا یحیےٰ کیا عیسےٰ وہ سب کے سب قبرون مین تھے ان میں سے ایک بھی آسمان پر نہیں رہتا۔ پھر اگر مرزائیون نے حضرت عیسیٰ کو قبر مین اُتارا ہے تو کیون اس پر اس قدر شور و کوکارا ہے۔ جب مسیح کو قبر مین سونپنا اس کی ہتک اور کسر شان ہے۔ تو پھر جملہ انبیاء کا مستقر قبور ماننا کیون موجب ثواب اور باعث ایمان ہے۔ کرمداد از ددالسیال ضلع جہلم

معماروں اور راجوں کی ضرورت

ڈیرہ غازی خان مین مسجد احمدیہ کے بنانے کے واسطے راج مطلوب ہین جو کہ محنت اور دیانت سے کام کرین کیا اپنے احمدی معمار اور راج بالخصوص بھیرہ کے بھائی ہم خرما و ہم ثواب کے لینے کے خواہشمند نہین ہین۔ آمد و رفت کا کرایہ مل جاوے گا۔ مزدوری معقول اور اُمید ہے کہ کچھ اور بھی فائدہ رہے۔ خط و کتابت بنام منشی نذر محمد صاحب محرر جرنیل دفتر ضلع ڈیرہ غازیخان ہونی چاہیئے۔

کیا اخلاص ہے

قاضی محمد عالم صاحب لکھتے ہین ہمارے مفتی جی دل چاہتا ہے۔ کہ مال و جان اور اولاد تک اسلام کی پاک خدمت مین لگ جاوے۔

مبارک

یہ نہائت خوشی سے خبر شائع کی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے دوست شیخ نور احمد صاحب احمدی وکیل ایبٹ آباد کو دوسرا فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ پہلے کا نام عزیز احمد ہے۔ جو حضرت مسیح موعود ؑ نے رکھا تھا۔ اس مولود مسعود کا نام حضرۃ خلیفۃ المسیح ؑ نے محمد احمد رکھا ہے اللہ تعالیٰ ہر دو کو صحت و عافیت کے ساتھ اور نیکی و تقوےٰ کے ساتھ لمبی عمر عطا فرماوے اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع کرے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس دُعا پر آمین کہین۔

Digitized by Khilafat Library

وُسعتِ اسلام کی بشارت

مخدومی حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کا ایک رویائے صادقہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین پیش ہُوا۔

"اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک ہفتہ ہوا ہے کہ آپ کی مجلس پاک کا نقشہ نہایت ہی شاندار منظر مین جو بہت ہی دلچسپ اور روح پرور تھا۔ دکھلایا۔ اپنی مسجد مین جو اس عاجز کے رہائشی مکان کی دیوار بدیوار ہے یہ سین نظر آیا ہے۔ کہ مسجد اپنی وسعت مین اُمید سے بڑھ کر وسیع ہے اور ایسا یقین دلایا گیا ہے۔ کہ حضور خلیفۃ المسیح کی سکونت بھی یہان ہے۔ مسجد کی مغربی طرف آپ کے رہائش کا مکان ہے۔ محراب مسجد جو نہائت کشادہ ہے اس مین نہایت نفاست سے کپڑے مُکلّف لگتے ہین آپ محراب سے ذرا آگے ہو کر ان کے نیچے کتاب ہاتھ مین لے کر درس دے رہے ہین حلقہ نشین درس سے فیضیاب ہو رہے ہین۔ یہ عاجز بھی مسجد مین بیٹھا ہے اور ایک بزرگ سے مصافحہ کر رہا ہے۔ مین تعجب کرتا ہون کہ چھوٹی سی مسجد کس قدر وسیع ہوگئی ہے اور کیسی شان پر ہے یہ ایسا دلکش سمان تھا کہ بھولتا نہین اور طبیعت مین سرور پیدا ہوتا ہے اس سے مین نے سمجھا ہے۔ کہ حضور کی شان بہت بڑی ہے اور پھر پوری صحت پر بحال ہو کر باب قبض کھل جائیگا۔ عاجز کی یاد دلادین اور سلام مسنونہ عرض کردین۔

خواجہ صاحب کو جزائی خیر

برادر ماسٹر رکن الدین صاحب گوجرانوالہ سے لکھتے ہین۔ خواجہ صاحب صبح ہر روز بھائی احمد دین صاحب درس قرآن شریف دیتے ہین اور ہفتہ مین یا دوسرے ہفتہ مین ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب کا نیاز حاصل ہو کر احباب ان کے نفوس قدسیہ سے بھی فیضیاب ہو جاتے ہین اور ہمین ہمیشہ نصائح فرماتے رہتے ہین۔ خاص کر ان کا ارشاد آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ جماعت مین کہین اختلاف نہ ہونے پائے۔ اختلاف ہی زوال کی جڑ ہے۔ حضرت مسیح موعود ؑ کے خلیفہ کے ارشاد کی جو آپ نے جلسہ سالانہ قادیان مین فرمایا تھا۔ ایسی تفسیر فرمائی کہ بس اختلاف اور بدظنی کی بیخ و بنیاد ہماری جماعت سے اکھیڑ ڈالی۔ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کے ساتھ ہر وقت اپنا فضل شامل حال رکھے۔ والسلام

نیازمند۔ رکن الدین مدرس
گورنمنٹ ہائی سکول۔ گوجرانوالہ

پُرانے مُلّاں

چکڑالے کے مُلّاں تو ہمارے ناظرین نے سُنے ہی ہین ایک چاوے گے بھی مُلّاں ہیں جو بھیرہ ضلع شاہ پور مین تشریف فرما ہین۔ جامع مسجد مین گاہے وعظ کرنے کا موقعہ انہین دے دیا جاتا ہے۔ بھیرہ مین ایک شیخ نو مسلم گئے تھے۔ ان کے منصفانہ کلام کی ملّاں صاحب برداشت نہ کر سکے۔ لگے ان پر فتوے لگانے کہ وہابی ہے۔ نیچری ہے مرزائی ہے مگر شیخصاحب قرآن شریف کے مُعارف ایسے عمدہ بیان کرتے تھے کہ مُلّاں صاحب کے پچاس سالہ وعظ مین بھی کسی نے نہ سُنے ہون اس واسطے کلام پاک کے عاشقون نے شیخ صاحب کا وعظ کرا ہی کرایا۔ مُلّاں صاحب نے غصّہ مین آکر ممبر کو غسل دلوایا کہ ناپاک ہوگیا ہے۔ مگر ممبر مین تو مسجد مین گڑا ہُوا ہے۔ غالباً اس کے پانی نے ساری مسجد کو ہی ناپاک کر دیا ہوگا۔ خدا رحم کرے ان لوگون کی حالت پر۔ نو مسلموں کے واسطے ٹھوکر کا موجب بنتے ہین۔ کسی کو مسلمان تو بنا نہین سکتے۔ جو بن گیا اس کو بھی کافر بنانے کی سعی مین ہین ان کے خزانہ مین اسلام تو رہا نہین کفر کی مُہرین بہت ہین وہی سب پر لگاتے پھرتے ہین ایسا ہی وہان ایک اور واعظ بھی ہیں ان کے حالات بھی عجیب سننے مین آئے ہین۔ تعجب تو اُنپر ہے جو ایسوں کو اپنا امام بنا کر اپنی نمازین خراب کر لیتے ہیں۔ کیا انھین مُونھوں کو سامنے کر کر احمدیوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ ان لوگون کی امامت در نماز قبول کرین۔

بیعت

میاں شرف الدین ولد نور الدین صاحب ٹوبی سکنہ شہر نیچہ درخواست کرتے ہین کہ ان کی درخواست بیعت کو درج اخبار بھی کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ استقامت دے

کسی گاؤں مین رہائش کی ضرورت

ایک صاحب مولفۃ القلوب۔ جو علم حکمت سے واقف ہیں اور بچّوں کو تعلیم دے سکتے ہین۔ پنجاب کے کسی گاؤن مین اپنی رہائش رکھنا چاہتے ہین۔ خط و کتابت بنام رضا معرفت اڈیٹر اخبار بدر ہو۔

اعلان

ان بھائیون کے واسطے جو گوجرہ کے متصل کسی گاؤن مین اسٹیشن ہائے پکا آنہ۔ جانی والا۔ ٹوبہ ٹیک سنگہ۔ چٹیانہ۔ شورکوٹ۔ مخدوم پور۔ عبد الحکیم وغیرہ کے نزدیک دیہات مین جاگزین ہین۔ ہمارے ساتھ یعنے انجمن گوجرہ کے ساتھ شامل ہون اس کے لئے خط و کتابت ڈاکٹر جلال الدین صاحب پرویٹ پریکٹشنر گوجرہ کے نام کرین۔ جو کہ اس انجمن کے پریزیڈنٹ ہین اور اپنا پورا پتہ تحریر کرین۔
ایک رشید سکرٹری انجمن احمدیہ۔ گوجرہ۔ ضلع لائل پور

جواب الہامات مرزا

ناظرین بدر کو اطلاع ہو کہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ فروری ۱۹۱۱ء میں الہامات مرزا کا ایک جواب چھپ گیا ہے جو کہ مدت ہوئی قاضی اکمل صاحب نے لکھا تھا جن اصحاب کو ضرورت ہو وہ ۳ فی پرچہ کے حساب بھیجکر مینجر تشحیذ الاذہان قادیان سے منگوالین۔

اطلاع

شیخ نور احمد سکنہ کھارا اطلاع دیتے ہین کہ بہ تقریب میلہ بساکھی منڈی اسپان امرتسر پر دلالی کا لائسنس ... [illegible] ... فائدہ اٹھاوین *

ایک خط بخدمت اڈیٹر صاحب الحکم

جناب خواجہ صاحب نے ایک خط اڈیٹر صاحب الحکم کو لکھا ہے۔ جس کی ایک نقل انہون نے درج اخبار بدر کرنے کے واسطے ارسال فرمائی ہے۔ لاہور کی جماعت جو بارہ وفات کا جلسہ ہر سال کیا کرتی تھی اس کو اڈیٹر صاحب الحکم نے بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور خواجہ صاحب لکھتے ہین کہ ہم نے وہی کیا ہے اور کچھ نہین کیا۔ لہذا میرے خیال مین بات صاف ہوگئی ہے اور اس معاملہ مین کوئی اختلاف نہین۔ دراصل اس جلسہ کے عید میلاد کے دن ہی ہونے اور اسی مقام پر ہونے سے جہان عید میلاد ہوئی۔ بعض غلط فہمیان پیدا ہوگئین۔ جو دور ہو گئین۔ فالحمد للہ۔ ایڈیٹر

الحکم ۱۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۳ کالم ۳ مین بعنوان عید میلاد یا مذہب بر رنگ فیشن آپنے ذیل کی سطور لکھی ہین۔

ہمارے بعض دوستون نے ہی غلطی کھائی ہے۔ جو وہ عید میلاد مین شامل ہوئے انہین قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اس کو پیش کرنا چاہیئے تھا اور پھر آپ کی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے وہ کرتے۔ مین مانتا ہون۔ کہ ان مین سے جو بھی شامل ہوئے ہون وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہون گے لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نہین کرتے تھے جو زیادہ مفید اور مبارک تھا۔ پھر اس مین شمولیت کی کیا حاجت تھی؟" کاش! قلم اُٹھانے سے پہلے آپ مجھ سے تحقیق کر لیتے۔ تو آپ کو ان سطور کے لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ افسوس ہے کہ آپنے غلط واقعات لکھ کر جماعت مین ایک گونہ ابتلاء پھیلائی۔ ہم نے وہی کیا جو آپ کے الفاظ مین زیادہ مفید اور مبارک تھا۔ نہ ہم عید میلاد کے مجوز ہین نہ ہم شریک ہوئے آپ اگر پیسہ اخبار کے اعلانون کو دیکھ لیتے۔ تو آپ کو معلوم ہوتا کہ اس نے (پیسہ اخبار) جہان عید میلاد کا اشتہار دیا ہے۔ وہان ہمارے جلسہ کا اشتہار الگ اسی عنوان سے دیا ہے جس عنوان سے ہمارا جلسہ اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی زندگی مین ہوا۔ اور پھر حضور کے وصال کے بعد حضرت آقا خلیفۃ المسیح کی اجازت سے شروع ہوا ایسے جلسون کی تائید مین جو خود حضور مغفور علیہ السلام نے اپنی زندگی مین تقریر فرمائی وہ چند دن ہوئے۔ کہ الحکم کے میلاد نمبر مین شائع ہوئی۔ اور اسی تقریر کی اطاعت مین ہماری جلسہ ہوتے رہے ہین۔ ہمارا پہلا جلسہ ۱۹۰۷ء ماہ اپریل مین بعین حیات حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہوا۔ پھر ۱۹۰۹ء کو وہ جلسہ عظیم الشان بہ اجازت حضرت مسیح موعود ہوا۔ جو دو دن ہوتا رہا اور مجلس عالیہ کے پریزیڈنٹ پہلے دن حضرت قبلہ مولوی محمدؐ علی صاحب اور دوسرے نواب صاحب بہ اجازت حضرت خلیفۃ المسیح ہوئے اور جس مبارک جلسہ کی شمولیت کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب اور مولانا مولوی صدر الدین صاحب قادیان سے بہ اجازت حضرت خلیفۃ المسیح جری اللہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور جس محترم جلسہ مین بہ عنوان "بارہ وفات" حضرت صاحبزادہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی تھی۔ پھر یہ جلسہ ۱۹۱۰ء مین محمڈن ہال مین ہوا۔ اس ۱۹۱۱ء مین ہماری دیکھا دیکھی غیر احمدیون کو بھی جوش آیا اور انہون نے عید میلاد منائی۔ جس کا اشتہار لفّ ہذا ہے۔ ہم نے حسب معمول اپنا جلسہ بارہ وفات الگ کیا۔ جس کا اشتہار بھی بھیجتا ہون۔ اس اشتہار کا عنوان بھی وہی تھا۔ جو برابر عرصہ چار سال سے ہو رہا ہے۔ آپ ان ہر دو اشتہارات کی نقول بھی شائع فرمادین۔ آیندہ آپ جو کچھ واقعات لاہور کے متعلق ارقام فرمادین۔ ان کی پہلے تحقیق کرلین۔

خواجہ کمال الدین۔ وکیل چیفکورٹ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۱ء

نقل اشتہار از جانب غیر احمدیاں

جلسۂ تقریب سعید عید میلاد النبی جس کا اشتہار بہ ثبت دستخط شمس العلماء مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی۔ شمس العلماء مولوی عبد الحکیم کلانوری۔ صوفی حافظ سید جماعت علی پوری قبل ازین شائع ہو چکا ہے۔ ۱۲۔ ربیع الاول مطابق ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۱ء میدان وہال اسلامیہ کالج لاہور مین منعقد قرار پایا ہے۔ صبح سے نماز ظہر تک لوگ اپنے اپنے گھرون مین مجالس منعقد کرین اور عید منائین گے۔ نماز ظہر کے بعد سے نماز مغرب تک جناب سرور انبیاء حبیب خدا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمایل و فضائل کریمہ کے متعلق وعظ اور تقریرین ہون گی۔ جن کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

کے بجے تک	منٹ	مضمون	نام تقریر کرنے والون کا
نجے منٹ ۲ - ۵	۵	تلاوت قرآن مجید	طلباء مدرسہ حمایت اسلام و تعلیم القرآن
۲ - ۲۰	۱۵	ضرورت عید میلاد	شمس العلماء مفتی محمدؐ عبد اللہ صاحب ٹونکی
۲ - ۴۰	۲۰	اخلاق رسول اللہ صلعم	شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب کلانوری
۲ - ۴۵	۵	نعت	نعت خوان
۳ - ۵	۲۰	تہوار اور انکا اثر قومیت پر	ڈاکٹر محمدؐ اقبال صاحب ایم۔ اے
۳ - ۲۵	۲۰	رسول پاک کا کچھ ذکر	مولوی سیّد ممتاز علی صاحب
۳ - ۳۰	۵	نعت	نعت خوان
۳ - ۵۰	۲۰	فضائل رسول اللہ صلعم	مولوی سیّد علی صاحب حائری
۴ - ۱۰	۲۰	شفیع امّت کے احسانات	شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے
۴ - ۱۵	۵	نعت	احمد حسین خان صاحب بی۔ اے
۴ - ۳۵	۲۰	سیرت آنحضرت صلعم	حکیم غلام محی الدین صاحب
۵ - ۵	۳۰	نماز عصر	
۵ - ۲۵	۲۰	ہمارے پیغمبر کی شان رحمۃ اللعالمینی	ظفر علی خان صاحب بی۔ اے علیگ
۵ - ۳۵	۱۰	وعظ	حافظ ظفر علی صاحب
۶ - ۵	۳۰	صفات رسالت	صوفی حافظ سیّد جماعت علی شاہ صاحب

سیّد ممتاز علی سکرٹری مجلس انعقاد عید میلاد النبی۔ لاہور

نقل اشتہار از جانب جماعت احمدیہ

جلسہ بیادگار روز وفات حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات حضرت محمدؐ مصطفٰے احمدؐ مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم بسرپرستی انجمن احمدیہ لاہور بمقام اسلامیہ کالج (حبیبیہ ہال) لاہور بتاریخ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۱ء۔ بروز منگل بعد از نماز مغرب (۷ بجے شام)

اس جلسہ مین تلاوت قرآنی و نعت خوانی کے علاوہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور مضمون ذیل پر ایک مفید لیکچر دین گے۔

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کامل اور زندہ رسول ہین

اس لیکچر مین کل مذاہب دیگرہ کے مقدس ہادیون کا تعزّت و تکریم ذکر خیر کرکے ان کے مقابل ان خصائص نبوتیہ کو پیش کیا جاوے گا کہ جن سے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک اس دار فنا سے تشریف لیجانے پر بھی حیات النبی ہے۔

بابو ملا یار صاحب المتخلص جوگی ایک نعتیہ نظم پڑھین گے۔ جو مشہور قومی شاعر لاہور کے ہین۔

المشتہر

شیخ رحمت اللہ۔ مالک انگلش ویئر ہوس۔ پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ۔ لاہور

ناظرین کی کیا رائے ہے؟

بدر کی لکھائی گنجان کردی گئی ہے اور سطرین بڑھائی گئی ہین نمونہ سامنے ہے۔ ناظرین کی اس کے متعلق کیا رائے ہے اس طرح مضمون زیادہ درج ہو سکتا ہے۔

دعا مدد

برادر عبد الغنی صاحب احمدی نے ایک کارخانہ سٹیل ٹرنک بنانے کا بے لی اس روڈ قریب ہسپتال۔ ہوڑہ کھولا ہے۔ احباب سے درخواست دعائے برکت کرتے ہین

جنازہ غائب

عمر الدین صاحب خیاط پنڈی بھٹیان مین اور چودھری شہاب الدین صاحب گھٹیالیان فوت ہوگئے ہین۔ احباب سے درخواست دعا جنازہ ہے

خواجہ صاحب جھنگ مین

برادر غلام نبی صاحب احمدی اطلاع کرتے ہین کہ حسب درخواست انجمن خادم المسلمین حضرت خواجہ صاحب نے جھنگ مین دو دن تقریر کی ہر دو کا بہت اثر ہوا۔ دوسرے لیکچر مین اپنے دعوی کی بنیاد بھی ظاہر کی مگر ہر کہ ومہ عالم وجاہل۔ خورد و کلان مین تعریف کا شور ہے یہ پہلی

Digitized by Khilafat Library

کلامِ امیر رضہ

بدعات سے بچو!

ایک دوست کا خط آیا کہ مین اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہون۔ ہماری قوم مین اس کے متعلق بعض بہت بڑی بڑی رسمین ہین۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرماوین۔ کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا مین اور کوئی دستور العمل قائم کرنا نہین چاہتا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حکم ہے وہ تو اس سے زیادہ نہین کہ ختنہ مین جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقع پر ثابت نہیں جس کا میں حکم دون۔

فرمایا۔ ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ مین نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک وقت مالیر کوٹلہ مین ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسر نہ ہونے کی وجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کی وجہ سے ختنہ نہ کرایا اور پھر آہستہ آہستہ قوم کے اور لوگون نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخر ان کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔ درمیان مین

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیون نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے بلکہ اگر کوئی موقع شادی غمی کا آجاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمداً اتفاق ہوتی ایک حصہ برادری سے پھوٹ کر لینی پڑتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر مین ایک موقع شادی کا تھا۔ انہون نے ادائے رسوم کا خیال کیا۔ تو مین نے کہہ دیا اگر ایسا کروگے تو مین کبھی شریک نہ ہونگا۔ اونھون نے جب نہ مانا تو مین نے اُتنے روز ان کا کھانا بھی چھوڑ دیا اور گھر مین میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقع پر میری مخالفت ہوئی۔ مگر بعد مین مین نے دیکھا کہ وہ تمام برادریان جن کی خاطر رسمین ادا ہوئی تھین۔ سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گیئن اور اُن رسمون نے کچھ بھی نہ سنوارا۔

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا اس کی لڑکی کے ناطہ کے لئے بیسیون پیغام ہوئے وہ سب کی حقارت کر دیتا تھا کسی کو رشتہ نہ دیا۔ آخر دونون بہن بھائی جب تنگ آگئے تو انھون نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقع پر ایک نہایت ادنےٰ قوم کے چمار نے بھی بپتسمہ پایا۔ پادری نے اسیوقت گرجا مین دونون کی دینی اخوۃ بناکر نکاح کر دیا اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہوگئی۔ دیکھو۔ رسوم کی پابندی کے بہت بُرے نتائج ہین۔

ہندو کنچنیاں

ایک دوست نے ذکر کیا کہ فلاں شخص نے ایک موقع پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم مین سے کنچنیان بنی ہین۔

فرمایا کیا ہندو دین کنچنیان نہین اس کو خبر نہین۔ ہندؤن مین پانچ قسم کی کنچنیان موجود ہین۔ ایک قسم طلبار کے لئے۔ دوسری قسم علمار کے لئے۔ تیسری قسم۔ فقرا و سجادہ نشینون کے لئے۔ چوتھی قسم۔ عوام ہندوں کے لئے۔ پانچوین قسم۔ تمام دُنیا کے لئے۔

بنارس مین یہ پانچوں قسم کی کنچنیان موجود ہین اور ویسے ہمارے پنجاب مین اس مذہب کے لوگ ہندوں میں بکثرت ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرات۔ سیالکوٹ۔ بھیرہ۔ راولپنڈی میں ½ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں اور میں ان لوگون کو جانتا ہون۔

ایک مبشر رویار

زوجہ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین پیش ہوا۔ جو انھین کے الفاظ مین درج ذیل کیا جاتا ہے کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے۔ کہ جو سٹرک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام تیار کر رہے تھے وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے اور وقت آگیا ہے کہ تمام درمیانی دقتین رفع ہو کر مخلوقات کے واسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے

دیکھا کہ کسی دو منزلہ مکان کی درمیانی یا اُوپر کی منزل مین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین حضور کا چہرہ نورانی۔ لباس عمدہ۔ اور قبلہ رُخ چل رہے ہین۔ مجھ مخاطب کر کے فرمایا "آؤ تمہین دکھلائیں کہ پہلے ہمارے گھر مین چیزین کیسی راستہ مین بکھری پڑی ہوتی تھین۔ اب پہلے سے کچھ راستہ صاف رہتا ہے۔" آپ کے ایسا فرمانے پر چند چیزین جو راہ مین پڑی تھین ان کو مین نے اوٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود ع نے فرمایا "مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح سے مراد ہے) سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچون وقت ننگے پاوں وضو کیا۔ پاوں دہوئے۔ نمازین پڑہین اور دنیا مین آکر بہت محنت کی ہو کبھی تکلف نہین کیا جیسا جہاں کھانا مل گیا۔ کھا کر بے تکلف بیٹھ کر پھر کام مین لگ گئے یا گھر سے باہر چلے گئے اسلئے خدا ان سے بہت خوش ہے۔" پھر فرمایا "خدا تم سے (مراد حاضرین۔ خلیفہ رشید الدین وان کی زوجہ) بہی خوش ہے۔ لیکن اتنا نہین جتنا مولوی صاحب سے۔ کوشش کرو اور راستہ مین کوئی چیز ہو تو اس کو اُٹھا کر راستہ صاف کردو۔" فقط۔

حضرت خلیفۃ المسیح ع نے فرمایا کہ یہ ایک بے نظیر خواب ہے۔ اس مین راستہ تو وہی صراط مستقیم ہے اس کو صاف کرنا چاہیئے اپنی کمزوریون اور غفلتون کو دُور کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ اس خواب سے اہل تشیع کا بھی رد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پاوٗن نہین دہوتے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ پاوٗن دہونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا۔ کہ پیسہ اخبار مین یہ خبر پڑھ کر کہ عید میلاد کے دن لاہور مین احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ مین خواجہ صاحب لیکچر دین گے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ عید میلاد بدعت ہے۔ عیدین دو ہی ہین۔ اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدین بناتے جاوینگے اور احمدی کہین گے کہ مرزا صاحب پر الہام اوّل کے دن ایک عید ہو اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہ تھے اونھون نے کوئی تیسری عید نہین بنائی بلکہ ان کا یہی مسلک رہا کہ

> بزہد و ورع کوش و صدق و صفار
> ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے محب تھے۔ وہ مناتے ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہین۔ ورنہ ان مین کوئی دینی جوش نہین۔

(اس جگہ اس بات کا کہنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ جماعت شملہ کو غلطی لگی۔ ورنہ جماعت لاہور عید میلاد کی مجوز تھی اور نہ اس مین شریک ہوئی۔ وہ اشتہار جو سید ممتاز علی صاحب سکرٹری مجلس انعقاد عید میلاد النبی لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس مین بہت سے لیکچرارون کا ذکر ہے۔ مگر کسی احمدی کا نام نہین اس کے متعلق ایک مراسلت اسی اخبار مین دوسری جگہ چھپی ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرماوین۔ بدر)

شیعہ سُنّی کا جھگڑا کیوں کر طے ہوا

ہمارے مُحب مرزا اکبیر الدین صاحب ریلوے گارڈ جو آج کل لکھنو مین رہتے ہین۔ بمعیت برادر مرزا حسام الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور مین حاضر تھے ان کے ساتھ لکھنو کے متعلق کچھ باتین ہو رہی تھین۔ فرمایا۔ جب مین لکھنؤ مین پڑہتا تھا۔ تو میرے استاد حکیم صاحب کے پاس مرزا رجب علی بیگ صاحب فسانہ عجائب کے مصنف بہی آیا کرتے تھے ایک دن مین نے مرزا صاحب کو کہا کہ آپ تو اب بوڑہے ہوگئے ہین۔ آیئے اپنا فسانہ عجائب ہی مجھے پڑہا دیجئے۔ اسکو انہون نے منظور فرمایا۔ ہنوز دو ہی صفحے پڑہے تھے کہ اس مین ایک ایسی عبارت آئی جس سے مین تاڑ گیا۔ کہ مرزا رجب علی بیگ صاحب شیعہ نہین ہین بلکہ سُنّی ہین مین نے انہین کہا کہ ہمین معلوم ہوگیا ہے کہ آپ تو سُنّی ہین۔ حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ کس طرح مین نے کہا دیکھیئے آپ نے اپنی کتاب مین جہان سُنّی علمار کا ذکر کیا ہے ان کے لئے لفظ "اِدھر" کا استعمال کیاہے اور جہان شیعہ علمار کا ذکر کیا ہے ان کے لئے لفظ "اُدھر" کا استعمال کیا ہے۔ اس اِدہر اور اُدہر سے ظاہر ہوگیا ہے کہ آپ سُنّی ہین۔ شیعہ نہین ہیں حیران ہو کر کہنے لگے اچھا جانے دو اس بات کو پھر ایک دن مین نے پوچھا کہ آپ فرمایئے کہ آپ نے کس طرح سے فیصلہ کیا تو فرمایا۔

"یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ مین لکھنؤ مین نواب سعادت علی خان صاحب کے ہان ملازم تھا۔ ایک دفعہ کسی ضرورت کے سبب دہلی جانا ہوا۔ تو نواب صاحب نے فرمایا۔ کہ دہلی جاتے ہو۔ شاہ عبد العزیز صاحب کو بھی دیکھتے آنا کیسے آدمی ہین۔ مین جب دہلی گیا۔ تو شاہ صاحب کی خدمت مین ایک دن حاضر ہوا۔ مگر کچھ بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی دوسرے دن بہی حاضر ہوا۔ مگر اسی طرح چپ چاپ بیٹھ کر چلا آیا۔ مین ڈرتا تھا کہ ریختہ اُردو بولنے مین غلطی کہاؤن گا اور شرمندہ ہونگا۔ جب تیسرے دن گیا۔ تو پھر شاہ صاحب نے خود ہی پُوچھا۔ کہ آپ کہان سے آئے ہین۔

مین نے کہا کہ لکھنؤ سے۔ فرمایا۔ وہان آپ کس جگہ رہتے ہین۔ مین نے اس محلہ کا پتہ دیا۔ جہان پل کے پاس مین رہتا تھا۔ تو فرمایا ہان آپ چاندپور سے آئے ہین۔ مین نے عرض کی کہ نہین۔ مین چاندپور سے نہین آیا لکھنؤ سے آیا ہون۔ پھر فرمایا کس جگہ۔ مین نے پھر وہی پل والا پتہ دیا تو فرمایا۔ ہان مین سمجھ گیا ہون آپ چاندپور سے آئے ہین ایسا ہی مین نے تین دفعہ تبلایا اور تینون دفعہ انہون نے کہا کہ چاندپور۔ مین حیران ہی رہا کہ یہ عجیب آدمی ہین۔ مین لکھنؤ کہتا ہون اور یہ چاندپور ہی کہتے چلے جاتے ہین اس کے بعد مین نے ان سے سوال کیا کہ یہ سُنی شیعہ کا جو جھگڑا ہے اس کا فیصلہ کیون کر ہے۔ فرمایا۔ کہ تم قرآن شریف پڑھو اسی سے سب فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مین نے عرض کی کہ مین عربی نہین جانتا۔ فرمایا۔ ہمارے شاہ رفیع الدین صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ لفظی کر دیا ہے ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے لکھ دیا ہے اس کو پڑھو اور سمجھو۔ سب فیصلہ معلوم ہو جائیگا۔ جب مین واپس لکھنؤ آیا۔ تو نواب صاحب سے ذکر آیا وہ نواب تھے عالی دماغ تھے انہون نے جھٹ تحقیقات شروع کی۔ آخر ثابت ہوا کہ جہان مین رہتا تھا وہان پہلے ایک گاؤن چاندپور نام تھا۔ نواب نے مجھے بہت ہی نادم کیا کہ تم لکھنؤ کی ناک کاٹ آئے۔ تمہین اپنے گھر کی بھی خبر نہین اور شاہ صاحب پر اعتراض کرنے لگے۔ مین بہت شرمندہ ہوا۔ تب مجھے خیال آیا۔ کہ ان کی ایک بات تو سچی نکلی۔ آؤ۔ دوسری کو بھی آزمائین۔ قرآن شریف لے کر پڑھنے لگا۔ اسی سے مجھے سمجھ آگیا۔ کہ حق کس طرف ہے

چُپ نہ ہونیوالے

ابن حزم جو مولوی ثناء اللہ صاحب کا کچھ ذکر تھا۔ فرمایا بعض قسم کے لوگ ایسے ہین کہ ان کو کسی طرح چُپ نہین کرا سکتے ایسون کو کچھ سمجھانا بے سُود ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ باتین بناتے ہی چلے جاتے ہین۔

سب سے پہلے کس چیز کی ضرورت ہے؟

ایک شخص نے کہا کہ نجات سب سے مقدم ہے۔ فرمایا نجات تو فضل سے ہے اور فضل کا جاذب ایمان ہے۔ پس سب سے مقدم ایمان ہے۔ ایمان اچھے پھلون کا بیج ہے اب دیکھنا چاہئیے کہ سب سے اعلےٰ ایمان کس مذہب نے تعلیم کیا ہے۔ بہت سی باتین ہین مثال کے طور پر ایک عبادت گاہ کو بلاوا ہی لے لو۔ عیسائی گھنٹہ بجاتے ہیں اور ہندو سنکھ۔ پر مسلمان کہتا ہے۔ اللہ اکبر۔ جس نے اللہ کو اکبر مان لیا۔ وہ بدی کے نزدیک کب جائیگا۔ ایمان کے لئے سب سے اعلےٰ تعلیم ہر امر مین اسلام ہی کی ثابت ہوتی ہے

مُنہ پہ عیسیٰ کی مین کہہ دون کہ مسیحا ہو مرُخ

خُلق اس عاجز نے اپنی آنکھون سے حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین صاحب مین دیکھا اور خدا گواہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے خلیفہ مین خاصیت انبیاء علیہم السلام کی سی دے رکھی ہے اور عفت اور سخا مین بہت ملتی جلتی صورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہے اگر یوحنا اور مرقس زندہ ہوتے۔ تو ضرور اس خلیفۃ المہدی کے ہاتھون کو چومتے۔ عاجز بحلف بیان کرتا ہے۔ کہ علماء موجودہ اہل حدیث مین سے اس شان کا متقی انسان نہین۔ کم فہم ہین وہ انسان کہ جو اس خلیفۂ وقت کی شناخت نہیں کرتے۔ اور ناحق اس

آیت قرآنی کی عمومیت سے انکار کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ افسوس کہ صاحب اخبار اہل حدیث نے اس حدیث سے بھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا جو یہ ہے۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ یعنے جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔ جو احوال تھا۔ بقید تحریر مقید کیا۔ والسلام۔

خاکسار کبیر الدین احمدؐ۔ احمدی۔ از قادیان سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

کبیرالدین امرتسر مین

عاجز مورخہ ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۱ء کی شب مین لکھنؤ سے قادیان دارالامان کو روانہ ہوا ۲۴۔ مارچ کو امرتسر پہونچا۔ معلوم ہوا۔ کہ امرتسر سے بٹالہ کو ٹرین ساڑھے آٹھ بجے دن کے چھوٹے گی۔ چون کہ فرصت کا وقت غیبی امداد سے مل گیا تھا۔ دل نے رغبت دلائی۔ کہ چل مولوی ثناء اللہ صاحب کے مکان پر۔ چنانچہ سپید محلہ مین کہ جہان مولوی صاحب کا مکان ہے۔ بہمراہی برادر حسام الدین احمد احمدی جا پہونچا۔ بعد مزاج پرسی وغیرہ کے مولوی صاحب نے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق کی بہت کچھ شکایت کی اور کہا کہ وہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث کو خبیث کر کے لکھتے ہین اور دعوے یہ کہ ہم احمدی حضرتؑ کے صحابی ہین اور پھر علماء کو خبیث اور پلید بناتا۔ اس پر عاجز نے عرض کی کہ ہمارے سرور کائنات نے بھی حدیث مین پلید انسان کو خنزیر فرمایا ہے جیسا کہ یقتل الخنزیر یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ کافرون کو قتل فرمائین گے دیکھو حدیث مین آدمی کو خنزیر بولا ہے۔ اس پر خفا ہونے کی کیا بات ہے۔ یہ کہ کر عاجز واپس اسٹیشن آیا اور قادیان روانہ ہوا۔

"بدر منیر" بجواب "المنیر"

ہمارے نزدیک اگر کوئی اس رویہ کو اختیار کرے کہ خواہ مخواہ کسی کو نہ الجھنا چاہیئے۔ تو ایک حد تک یہ امر قابل تعریف ہے اور جو اس کو خضر راہ تسلیم کر کے قدم اٹھاتے ہین ان کا فرض ہے کہ وہ اس راہ کو چھوڑنے سے بال بال بچنے کی کوشش کرین۔ اور کبھی بھول کر بھی اس کے خلاف قدم اٹھانے کے خیال کو گوشۂ دل مین جگہ نہ دین۔ خواہ کسی معاملہ مین عقل سلیم اور درائت سے کام نہ لینے کے باعث وہ کسی ایسے امر کو جو حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ خطرناک یا لائق نفرت یقین کرین تہین ایسا ہی جن لوگون کو اپنا طرز عمل یہ دکھلانا منظور ہو کہ ایک دوسرے کی خواہ مخواہ باحق وناحق ہی طرفداری اور تائید کرنے سے اغماض کرین گے۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے خیال شریف مین ست الست رہا کرین۔ خواہ مخواہ دوسرون پر نہ پیدا بیجا ریمارکس کیا کرین اور نہ اپنے علمی طاقت کے گھمنڈ مین آکر دہمکایا ہی کرین۔ وجہ یہ کہ دنیا مین مولا کریم کی مخلوق مین قلم کے دھنی نہ ایک نہ دو۔ بلکہ سینکڑون ہزارون اور بے شمار موجود ہین ایسی حالت مین مذکورہ بالا رویہ قدم شریف رکھنے والون کا کسی کو دہمکانا اور خصوصاً ان کو جنہے قبلہ گاہ

جری اللہ اور سلطان القلم کا معزز ٹائٹل پا کر اپنے کارنامون سے ثابت کر چکے ہین۔ کہ علمی میدان مین ان کا اور ان کے شاگردون کا مقابلہ کرنا خالہ جی کا گھر نہین ہے۔ خطرناک اور سیاہ غلطی ہے۔ ہم نہین چاہتے کہ خواہ مخواہ کسی کو چھیڑین۔ لیکن جو خواہ مخواہ ہم کو چھیڑے اپنی علمی طاقت کا گھمنڈ دکھائے۔ اس کے زعم باطل کو نہ توڑنا بھی عقلمندی سے بعید ہونے کے علاوہ ایسون کو حوصلہ دلانا ہے۔ بابیج کے بدر مین تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوۃ والسلام نے احمدیون اور غیر احمدیون مین اصولی فرق ہے یا فروعی کے سوال کے جواب مین **اصولی فرق** ثابت کیا ہے، اور جس بنا پر ثابت کیا ہے۔ اس پر دل کھول کر بحث کر دی ہے یا یہ سمجھو کہ اپنے مقصد کے ادا کرنے کے لئے مختصراً جس امر کی ضرورت تھی۔ اس کا بیّن طور پر اظہار کر دیا ہے اس کو دیکھ کر المنیر کے شاعر اڈیٹر صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ نہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے کلام پاک کا مطلب سمجھا۔ نہ ریمارکس کرنے کے لئے ڈٹ گئے حالان کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کی تصدیق نہ صرف قرآن کریم سے ہوتی ہے بلکہ ہر ایک عقل سلیم سے کام لینے والا سمجھ سکتا ہے کہ رسولون کو ماننے والے اور ان کی ہر ایک ادا کو قابل عملدرآمد شرح صدر سے تسلیم کرنے والے اور وہ جو ان کے وجود کو کوڑی کام کا یقین نہین کرتے ہین۔ برابر نہین ہو سکتے۔ المنیر کے شاعر اڈیٹر صاحب اگر انصاف کا چشمہ لگا کر حضرت کے ارشاد پر غور کرتے۔ تو ان کو ماننا پڑتا۔ کہ جناب مرزا صاحب علیہ السلام پر فتوے دینے والے دراصل قرآنی تعلیم سے بہت دور اور کوسون دور ہونے کے باعث اس ارشاد کو بالکل فراموش کر بیٹھے ہین۔ جو اسلام کا اصل اصول ہے یعنی لانفرق بین احد من رسلہ۔ اور اسی باعث انہون نے ایک رسول کو جس کی بروزی رسالت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پیشگوئی کرنے کے علاوہ اس کو اپنا سلام پہونچانے کی بھی وصیت کی تھی نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے اول درجہ کے مکفر اور مکذب بھی بن گئے۔ حالان کہ اگر وہ معاذ اللہ کاذب ہوتا۔ تو اس کے وحی والہام کے زمانہ کی مدت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدت سے کسیقدر ہرگز نہ بڑھ جاتی۔ کیا ایسے رسول کی تکفیر کرنی اصولی فرق ہے یا فروعی۔ کہ جس کا ذکر قرآن اور حدیث مین ہو۔ اور ارضی و سماوی نشانات موجودہ نے اس کے دعوے حقہ کی صداقت کا ثبوت دے دیا ہو بے شک ہے اور ضرور ہے واقعات سے تو یہی ثبوت ملتا ہے۔ کہ ہمارے اکثر مولوی صاحبان نے رسالت کے معاملہ مین قرآنی اصُولی ہان اسلام کی حقیقی منشاء سمجھنے سے پہلو تہی کی ہے۔ بعض وہ اس معاملہ مین اسلامی اور قرآنی تعلیم سے دور مہجور ہو گئے اور اس کے لئے ایک بالکل نیا اصُول گھڑ لیا۔ حالان کہ قرآنی تعلیم رسالت کے لائق بننے کے لئے دُعا کرنا سکھاتی ہے اور وعدہ دیتی ہے۔ کہ ایسا ہو گا۔ غور کرو۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ مسلمانو۔ تم یہ دُعا کیا کرو۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ یعنے اے خدا ہم کو ہدایت کو وہ رستہ دکھا۔ جس پر چلنے سے انسان منعم علیہ گروہ کا ساتھی بن

مین نے کہاکہ لکھنؤ ہے۔ فرمایا۔ وہان آپ کس جگہ رہتے ہین۔ مین نے اس محلہ کا پتہ دیا۔ جہان پل کے پاس مین رہتا تھا۔ تو فرمایا ہان آپ چاندپور سے آئے ہین۔ مین نے عرض کی کہ نہین۔ مین چاندپور سے نہین آیا لکھنؤ سے آیا ہون۔ پھر فرمایا کس جگہ۔ مین نے پھر وہی پل والا پتہ دیا تو فرمایا۔ ہان مین سمجھ گیا ہون آپ چاندپور سے آئے ہین ایسا ہی مین نے تین دفعہ تبلایا اور تینون دفعہ انہون نے کہاکہ چاندپور۔ مین حیران ہی رہاکہ یہ عجیب آدمی ہین۔ مین لکھنؤ کہتا ہون اور یہ چاندپور ہی کہتے چلے جاتے ہین اس کے بعد مین نے ان سے سوال کیاکہ یہ سُنی شیعہ کا جو جھگڑا ہے اس کا فیصلہ کیون کر ہے۔ فرمایا۔ کہ تم قرآن شریف پڑہو اسی سے سب فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مین نے عرض کی کہ مین عربی نہین جانتا۔ فرمایا۔ ہمارے شاہ رفیع الدین صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ لفظی کر دیا ہے ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے لکھ دیا ہے اس کو پڑہو اور سمجھو۔ سب فیصلہ معلوم ہو جائیگا۔ جب مین واپس لکھنؤ آیا۔ تو نواب صاحب سے ذکر آیا وہ نواب تھے عالی دماغ تھے انہون نے جھٹ تحقیقات شروع کی۔ آخر بات ہوئی کہ جہان مین رہتا تھا وہان پہلے ایک گاؤن چاندپور نام تھا۔ نواب نے مجھے بہت ہی نادم کیاکہ تم لکھنؤ کی ناک کاٹ آئے۔ تمہین اپنے گھر کی بھی خبر نہین اور شاہ صاحب پر اعتراض کرنے لگے۔ مین بہت شرمندہ ہوا۔ تب مجھے خیال آیا۔ کہ ان کی ایک بات تو سچی نکلی۔ آؤ۔ دوسری کو بھی آزمائین۔ قرآن شریف لے کر پڑہنے لگا۔ اسی سے مجھے سمجھ آگیا۔ کہ حق کس طرف ہے

چُپ نہ ہونیوالے

ابن خزم جو مولوی ثناء اللہ صاحب کا کچھ ذکر تھا۔ فرمایا بعض قسم کے لوگ ایسے ہین کہ ان کو کسی طرح چُپ نہین کرا سکتے ایسون کو کچھ سمجھانا بے سُود ہے۔ وہ کچھ نہ کچھ باتین بناتے ہی چلے جاتے ہین۔

سب سے پہلے کس چیز کی ضرورت ہے؟

ایک شخص نے کہاکہ نجات سب سے مقدم ہے۔ فرمایا نجات تو فضل سے ہے اور فضل کا جاذب ایمان ہے۔ پس سب سے مقدم ایمان ہے۔ ایمان اچھے پھلون کا بیج ہے اب دیکھنا چاہئیے کہ سب سے اعلےٰ ایمان کس مذہب نے تعلیم کیا ہے۔ بہت سی باتین ہین مثال کے طور پر ایک عبادت گاہ کو بلاوا ہی لے لو۔ عیسائی گھنٹہ بجاتے ہین اور ہندو سنکھ۔ پر مسلمان کہتا ہے۔ اللہ اکبر۔ جس نے اللہ کو اکبر مان لیا۔ وہ بدی کے نزدیک کب جائیگا۔ ایمان کے لئے سب سے اعلےٰ تعلیم ہر امر مین اسلام ہی کی ثابت ہوتی ہے

(۹)

مُنہ پہ عیسیٰ کی مین کہہ دون کہ مسیحا ہے وہ رُخ

خُلق اس عاجز نے اپنی آنکھون سے حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین صاحب مین دیکھا اور صدا اگوا ہے۔ کہ اللہ جل جلالہٗ نے خلیفہ مین خاصیت انبیاء علیہم السلام کی سی دے رکھی ہے اور عفت اور سخا مین بہت ملتی جلتی صورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اگر یوحنا اور مرقس زندہ ہوتے۔ تو ضرور اس خلیفۃ المہدی کے ہاتھون کو چومتے۔ عاجز بحلف بیان کرتا ہے۔ کہ علماء موجودہ اہل حدیث مین سے اس شان کا متقی انسان نہین۔ کم فہم ہین وہ انسان کہ جو اس خلیفۂ وقت کی شناخت نہیں کرتے۔ اور ناحق اس

آیت قرآنی کی عمومیت سے انکار کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم۔ افسوس کہ صاحب اخبار اہل حدیث نے اس حدیث سے بھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا جو یہ ہے۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ یعنے جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔ جو احوال تھا۔ بقید تحریر مقید کیا۔ والسلام۔

خاکسار کبیر الدین احمدؔ۔ احمدی۔ از قادیان سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

(۱۰)

کبیر الدین امرتسر مین

عاجز مورخہ ۲۲۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کی شب مین لکھنؤ سے قادیان دارالامان کو روانہ ہوا ۲۴۔ مارچ کو امرتسر پہونچا۔ معلوم ہوا۔ کہ امرتسر سے بٹالہ کو ٹرین ساڑھے آٹھ بجے دن کے چھوٹے گی۔ چون کہ فرصت کا وقت غیبی امداد سے مل گیا تھا۔ دل نے رغبت دلائی۔ کہ چل مولوی ثناء اللہ صاحب کے مکان پر۔ چنانچہ سپید محلہ مین کہ جہان مولوی صاحب کا مکان ہے۔ بہمراہی برادر حسام الدین احمد احمدی جا پہونچا۔ بعد مزاج پرسی وغیرہ کے مولوی صاحب نے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحق کی بہت کچھ شکایت کی اور کہاکہ وہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث کو خبیث کر کے لکھتے رہتے ہین اور دعوے یہ کہ ہم احمدی حضرتؑ کے صحابی ہین اور پھر علماء کو خبیث اور پلید بناتا۔ اس پر عاجز نے عرض کی کہ ہمارے سرور کائنات نے بھی حدیث مین پلید انسان کو خنزیر فرمایا ہے جیسا کہ یقتل الخنزیر یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کافرون کو قتل فرمائین گے دیکھو حدیث مین آدمی کو خنزیر بولا ہے۔ اس پر خفا ہونے کی کیا بات ہے۔ یہ کہہ کر عاجز واپس اسٹیشن آیا اور قادیان روانہ ہوا۔

(۱۱)

"بدر منیر بجواب المنیر"

ہمارے نزدیک اگر کوئی اس رویہ کو اختیار کرے کہ خواہ مخواہ کسی کو نہ الجھنا چاہیئے۔ تو ایک حد تک یہ امر قابل تعریف ہے اور جو اس کو خضر راہ تسلیم کرکے قدم اٹھاتے ہین ان کا فرض ہے کہ وہ اس راہ کو چھوڑنے سے بال بال بچنے کی کوشش کیا کرین۔ اور کبھی بھول کر بھی اس کے خلاف قدم اٹھانے کے خیال کو گوشۂ دل مین جگہ نہ دین۔ خواہ کسی معاملہ مین عقل سلیم اور درائت سے کام نہ لینے کے باعث وہ کسی ایسے امر کو جو حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ خطرناک یا لائق نفرت یقین کریں تہین ایسا ہی جن لوگون کو اپنا طرز عمل یہ دکھلانا منظور ہو کہ ایک دوسرے کی خواہ مخواہ باحق وناحق ہی طرفداری اور تائید کرکے اغماض کرین گے۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے خیال شریف مین مست الست رہا کرین۔ خواہ مخواہ دوسرون پر نہ لپٹ جیسے سمجھے بے سوچے کس کیا کرین اور نہ اپنے قلمی طاقت کے گھمنڈ مین آکر دھمکایا ہی کرین۔ وجہ یہ کہ دنیا مین مولا کریم کی مخلوق مین قلم کے دھنی تنہا نہ دو۔ بلکہ سینکڑون ہزار دو اور بے شمار موجود ہین ایسی حالت مین مذکورہ بالا رویہ قدم شریف رکھنے والون کا کسی کو دھمکانا اور خصوصاً ان کو جن کے قبلہ گاہ جری اللہ اور سلطان القلم کا معزز ٹائٹل پاکر اپنے کارنامون سے ثابت کر چکے ہین۔ کہ قلمی میدان مین ان کا یا ان کے شاگردون کا مقابلہ کرنا خالہ جی کا گھر نہین ہے۔ خطرناک اور سیاہ غلطی ہے۔ ہم نہین چاہتے کہ خواہ مخواہ کسی کو چھیڑین لیکن جو خواہ مخواہ ہم کو چھیڑے اپنی قلمی طاقت کا گھمنڈ دکھائے۔ اس کے زعم باطل کو نہ توڑنا بھی عقلمندی سے بعید ہونے کے علاوہ ایسون کو حوصلہ دلانا ہے ۲۱ مارچ کے بدر مین تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیون اور غیر احمدیون مین اصولی فرق ہے یا فروعی کے سوال کے جواب مین **اصولی فرق** ثابت کیا ہے اور جس بنا پر ثابت کیا ہے۔ اس پر دل کھول کر بحث کر دی ہے یا یہ سمجھو کہ اپنے مقصد کے ادا کرنے کے لئے مختصراً جس امر کی ضرورت تھی۔ اس کا بیّن طور پر اظہار کر دیا ہے اس کو دیکھ کر المنیر کے شاعر اڈیٹر صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ نہ حضرت اقدس علیفۃ المسیح کے کلام پاک کا مطلب سمجھا۔ نہ سمجھنا کس کرنے کے لئے ڈٹ گئے حالانکہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تصدیق نہ صرف قرآن کریم سے ہوتی ہے بلکہ ہر ایک عقل سلیم سے کام لینے والا سمجھ سکتا ہے کہ رسولون کو ماننے والے اور ان کی ہر ایک ادا کو قابل عملدرآمد شرح صدر سے تسلیم کرنے والے اور وہ جو ان کے وجود کو کوڑی کام کا یقین نہین کرتے ہین۔ برابر نہین ہو سکتے۔ المنیر کے شاعر اڈیٹر صاحب اگر انصاف کا چشمہ لگا کر حضرت کے ارشاد پر غور کرتے۔ تو ان کو ماننا پڑتا۔ کہ جناب مرزا صاحب علیہ السلام پر فتوے دینے والے دراصل قرآنی تعلیم سے بہت دور اور کوسون دور ہونے کے باعث اس ارشاد کو بالکل فراموش کر بیٹھے ہین۔ جو اسلام کا اصل اصول ہے یعنی لانفرق بین احد من رسلہ۔ اور اسی باعث انہون نے ایک رسول کو جس کی بروزی رسالت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پیشگوئی کرنے کے علاوہ اس کو اپنا سلام پہونچانے کی بھی وصیت کی تھی نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کے اول درجہ کے مکفر اور مکذب بھی بن گئے۔ حالانکہ اگر وہ معاذ اللہ کاذب ہوتا۔ تو اس کے وحی والہام کے زمانہ کی مدت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدت سے کسیقدر ہرگز نہ بڑھ جاتی۔ کیا ایسے رسول کی تکفیر کرنی اصولی فرق ہے یا فروعی۔ کہ جس کا ذکر قرآن اور حدیث مین ہو۔ اور ارضی و سماوی نشانات موجودہ نے اس کے دعوے حقّہ کی صداقت کا ثبوت دے دیا ہو بے شک ہے اور ضرور ہے واقعات سے تو یہی ثبوت ملتا ہے۔ کہ ہمارے اکثر مولوی صاحبان نے رسالت کے معاملہ مین قرآنی اصُولی ہان اسلام کی حقیقی منشاء سمجھنے سے پہلوتہی کی ہے۔ یعنی وہ اس معاملہ مین اسلامی اور قرآنی تعلیم سے دور دمہجور ہو گئے اور اس کے لئے ایک بالکل نیا اصُول گھڑ لیا۔ حالانکہ قرآنی تعلیم رسالت کو لائق بننے کے لئے دُعا کرنا سکھاتی ہے اور وعدہ دیتی ہے۔ کہ ایسا ہو گا۔ غور کرو۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ مسلمانو۔ تم یہ دُعا کیا کرو۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنے اے خدا ہم کو ہدایت کو وہ رستہ دکھا۔ جس پر چلنے سے انسان منعم علیہ گروہ کا ساتھی بن

بن جاتا ہے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ منعم علیہ گروہ نبیوں اور رسولوں کا ہوتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً (سورۃ نساء) یعنے جو اللہ اور اس کے رسول کی کامل اتباع کرے گا۔ وہ اس قدر قابل انعام قرار پائیگا۔ کہ وہ نبیوں - صدیقوں - شہیدوں اور صالحین جیسا بن جاوے گا۔ یا یہ سمجھو۔ کہ ان کا ساتھی بن جاویگا اور ان کا ساتھی بن جانا کیا ہے۔ کامیابی اور بہرہ مندی کی راہ ہے۔ پھر کیا انبیاء کے ساتھ رہنے اور اُٹھنے بیٹھنے والے وہ کمالات حاصل نہیں کر سکتے جس سے منصب رسالت پر سرفراز فرمائے جاسکیں۔ ضرور بضرور حاصل کر سکتے ہیں۔ غور کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس بیٹھنے والے ہارون نبی اور رسول بنے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صحبت کے اثر سے لوط علیہ السلام نے نبوت اور رسالت پائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک نبی کے پاس رہ کر اور اس کی خدمت کرکے ان بکریاں چرا کر نبوت اور رسالت کے قابل اپنے آپ کو بنایا۔ جناب عیسےٰ علیہ السلام کے نیک دل حواری مسیح کی صحبت میں رہنے کے سبب امت یسوعی میں رسول کہلاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرتوہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسند آرائے خلافت اور نبوت ورسالت کا وارث کیا۔ اور حضرت عمر علیہ السلام کے متعلق تو یہاں تک فیصلہ ہوگیا۔ کہ اگر کسی غیر نبی کے آنے کی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ضرورت ہوتی یعنے کسی انسانی کمالات میں کمی رہ جاتی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے اس کا پورا سبق نہ مل سکتا تو تقدس مآب سیدنا عمر علیہ السلام نبی اور رسول بنتے۔ لیکن آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات نے جہاں اپنے رنگ میں رنگ کر نبوت اور رسالت کے لائق بننے کا انہی ذات ستودہ صفات کو ثابت کیا۔ وہاں یہ بھی سمجھایا کہ انسانی ترقی اور کمال کی تمام منزلیں آپ کے نقش قدم پر چلنے سے طے ہوسکتی ہیں اس لئے سچے دل سے خدا کے پیارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی اتباع کرنا۔ جہاں خدا کے محبوب بننے کا ذریعہ ہے۔ جیسے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ وہاں مذکورہ بالا آیت سے رسالت کے لائق بننا بھی ہے۔ چنانچہ قرون اولیٰ کے بزرگوں میں سے نہ صرف مردوں کی اس امر کے متعلق شہادت ملتی ہے بلکہ عام ہونے کے باعث عورتوں کی بھی۔ جیسے کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ جو ان معقول امور کو چھوڑ کر نئے اصول گھڑتا ہے اور اسی کی بناء پر مومنوں ہاں ان مومنوں کو جو قرون اولیٰ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں کفر کے فتوے دیتا ہے وہ ان سے اصولی فرق نہیں رکھتا۔ تو کیا فروعی۔ حقیقتاً یہ اصولی فرق ثابت ہوتا ہے۔ مگر انصاف شرط ہے۔ لطف یہ ہے کہ شاعر ایڈیٹر صاحب اس رویہ کو اصلاح کا رویہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ جو خدائی اصطلاح میں مفسدانہ روش ہے یعنی وہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ دینی معاملات میں مثل دنیوی معاملات کے گم شم رہنا یا حق وباطل کے اظہار سے اغماض کرنا اصلاح کا ذریعہ ہے۔ حالانکہ یہ شاعر صاحب کی سیاہ غلطی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں جو بخن مصلحون کے دعویدار تھے۔ وہ خدا کے کلام میں انھم ھم المفسدون کے خطاب کے سزاوار قرار پائے۔ پھر اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ ہمارے شاعر ایڈیٹر صاحب نہ صرف خلیفۃ المسیح علیہ السلام سے بلکہ خلد آشیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفرین ومکذبین سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اصولی فرق کے ارشاد پر وہ ایسے ریمارکس کرنے کے لئے طیار ہوجاتے کہ جو کفر کے فتوے دینے والے مولوی صاحبان کے معتقدات کے سراسر خلاف ہیں آخر ایک کو حق پر ماننا ان کو لازم تھا لیکن احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کے سراسر خلاف وہ اس قسم کے مسلمان نکلے کہ نہ ادھر سے اتفاق نہ ادھر سے محبت گویا کہ شاعر ایڈیٹر صاحب دونوں فریق سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار - مرزا حسین بیگ - ہیڈ کلرک چھاونی لاہور

(ایک ان)

ایک نئے احمدی کا خط اپنے غیر احمدی باپ کے نام

بخدمت مکرم معظم حضرت ابو المکرم زاد اللہ مجدہٗ۔ خاکسار ...... آپ کا فرزند آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے سلام مسنون عرض کرتا ہے آپ کا نوازش نامہ لطف شمامہ پہونچا جسے میں نے نہایت محبت - نہایت تعظیم - نہایت اخلاص کے ساتھ پڑھا۔ صاحب من! آپ نے قادیانی لوگوں کا حال اور ان کے عقائد دریافت کئے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں اسی سلسلہ کے امام کے اشعار پیش کرتا ہوں۔ جسمیں انہوں نے اپنے اپنے عقائد صاف صاف لکھ دئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ٭ مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندرین دیں آمدہ از مادریم ٭ ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ٭ بادہ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام ٭ دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن ٭ جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام ٭ ہر نبوت را برو شد اختتام
اقتدائے قولِ او در جانِ ماست ٭ ہرچہ زو ثابت شود ایمانِ ماست
از ملائک و از خبر ہائے معاد ٭ ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است ٭ منکر آں مستحق لعنت است
معجزاتِ او ہمہ حق اند و راست ٭ منکر آں مورد لعن خدا است
معجزاتِ انبیاء سابقین ٭ آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ٭ ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازاں عالیجناب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

یہ اشعار حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب کے ہیں جن سے آپ کے تمام سوال حل ہوجاتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں اس نے دعویٰ خدائی و پیغمبری کیا۔ حالانکہ یہ دونوں دعوے جمع نہیں ہو سکتے۔ ان اشعار میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ

ہر نبوت را برو شد اختتام

یعنے سب نبوتیں ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئیں پھر آپ حضرت ختم الرسل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است ٭ خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے کوچہ کی خاک اپنے تئیں سمجھتا ہے کیا وہ دعوے خدائی کرتا ہے۔ یا اس پیغمبری کا جو آپ سمجھ رہے ہیں آپ نے کہا ہے کہ وہ کچھ اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ ازالہ اوہام میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

ہمارا مذہب ۔ ز عشاقِ فرقان و پیغمبریم ۔ بدین آمدیم و بدین بگذریم۔ ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ

لا الہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ

ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ بفضل خدا وتوفیق باری تعالےٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین وسید المرسلین ہیں اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ اور ایک شوشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔"

پھر آپ یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے ایک اشتہار میں لکھتے ہیں۔ "یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام اُمور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کے رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واٰمنت بکتاب اللہ العظیم القراٰن الکریم۔

یہ سب حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب کے اپنے لکھے ہوئے الفاظ ہیں اب آپ غور فرماویں۔ کہ اس عقیدے کا شخص مسلمان ہے یا نہیں۔

پھر اس بزرگ نے اپنی تمام زندگی اپنا مال اپنی جان سب خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کی اور اپنی اولاد کے لئے کوئی جائداد دنیاوی نئی پیدا کرکے نہیں چھوڑی جس سے معلوم ہو کہ وہ دنیادار تھا اور وہ دنیا کمانے کے لئے خدا تعالےٰ پر افترا کرتا تھا اس نے تو سارا زور کافروں کے مقابلہ میں لگایا اور عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ مباحثہ کرکے ان پر فتح پائی۔

ایسے شخص پر کفر کا فتوے دینا کب جائز ہوسکتا ہے آپ ذرا سوچیں کیا اتنی سی بات سے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔ حالانکہ سب انبیاء فوت ہوچکے ہیں۔ ولا نفرق بین احد من رسلہ۔ کیا حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی ہے۔ جب وہ بھی فوت ہوگئے تو اور کون ہے جو زندہ رہے۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا پس یہ صدی کیوں خالی گئی۔ حالانکہ اسلام پر اس زمانے میں سخت حملے ہورہے ہیں۔

اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں آکر میں نے کیا دیکھا۔ میں نے یہ دیکھا کہ یہاں دور دراز ملکوں سے

علماء و فضلاء کی ایک کثیر جماعت محض دین کے لئے مقیم ہے اور اسبات کی خبر حضرت مرزا صاحب نے تیس سال پیشتر اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کی تھی کہ خدا نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دور سے لوگ آئیں گے۔ جب کہ وہ (مرزا صاحب) بالکل اکیلے تھے اور ان کو کوئی نہ جانتا تھا پس یہ جماعت دن رات اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ وہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اذانیں پانچ وقت ان کی مساجد میں ہوتی ہیں۔ پانچوں نمازیں اسی طرح پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم لوگ پڑھتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حکم ہے۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ان میں سے جو صاحب طاقت ہیں حج بھی کر آئے ہیں ماہ رمضان میں تیس روزے رکھتے ہیں۔ قرآن شریف صبح شام پڑھتے رہتے ہیں اور قرآن شریف وہی ہے جو ہماری طرف بھی ہے۔ یہاں قادیان میں کوئی قرآن نہیں چھپا۔ وہی قرآن مجید ہے میں نے خوب دیکھ لیا ہے۔ مسکینوں غریبوں کی پرورش کرتے ہیں۔ یہ ایک گاؤں ہے مگر اللہ نے اسے بڑا رتبہ دیا ہے۔ تین اخبار نکلتے ہیں۔ تین رسالے ہیں۔ انہیں دین اسلام کے مسئلے ہوتے ہیں کا مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف ہوتی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو یہ لوگ اسی نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک غلام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ایک شعر ہے۔ ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

آپ کو جو خبریں پہونچی ہیں وہ غلط ہیں۔ خاکسار نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ گواہ ہے بالکل سچ ہے آپ خود آکر دیکھ لیں۔ اگر اس کے خلاف پائیں تو جو سزا چاہیں دیں۔ علماء کے فتوی کا آپ کو خیال ہے۔ صاحب من! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کر دینے کا فتوے دینے والے بھی اپنے تئیں علماء ہی کہتے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیر دستگیر مشہور ہیں ان پر بھی کفر کا فتوے علماء نے لگا دیا تھا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ سے اینٹیں گننے کا کام لیا۔ سو یہ لوگ تو اس طرح کرتے ہیں

جناب والد بزرگوار! میں نہائت ادب سے عرض کرتا ہوں کوئی کسی کی قبر میں نہیں جائیگا۔ آپ خدا کے لئے خود آکر ملاحظہ اور اپنے طور پر تحقیق کریں۔ کہ جو خبریں آپ نے سُنی ہیں بالکل غلط ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ یہ لوگ اسلام پر قائم اسلام پر فدا اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جان نثار ہیں۔ پس انہیں کس طرح کافر کہوں اور کیوں کر ان سے الگ ہو جاؤں۔

آجکل حضرت مرزا صاحب کے خلیفے جناب مولوی نور الدین صاحب ہیں۔ جو ایک بڑے عالم فاضل اور متقی تابع سُنت نبوی و حامی اسلام ہیں۔ وہ بھی لوگوں سے بیعت کے وقت کلمہ شہادت پڑھاتے ہیں اور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت اور قرآن مجید و حدیث پڑھنے کی تاکید کرتے اور اسی بات کا عہد لیتے ہیں اور والدین کی فرمانبرداری واجب فرماتے ہیں اور میری جان بھی اگر آپ کی فرمان برداری میں فدا ہو تو میری نجات کا موجب ہے اور میں تابع حکم خدا و رسول ہوں

آپ اطمینان فرما دیں۔ یہ خط سارا دو تین بار پڑھیں و السلام مع الاکرام۔

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحب اندہاپل والے کے نمبر ۴ کا جواب

جناب مولوی حکیم محمد عیسیٰ صاحب ساکن اندہاپل بنارس نے ایک نمبر اشتہار شائع کیا ہے۔ جسمیں فرماتے ہیں کہ وہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے شکوک رفع کرنے کی طرف اسواسطے متوجہ نہیں ہوئے کہ وہ زبان عربی میں دخل نہیں رکھتے۔ خوب! اس طرح تو قریباً تمام سوالات کا خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو عربی چھوڑ اردو بھی اچھی طرح نہیں جانتے اگر انہیں کوئی شک پیدا ہو جائے۔ تو پہلے انہیں یہ حکم دینا چاہیئے۔ کہ جاؤ۔ عربی زبان پڑھ آؤ۔ پھر تمہارا شک رفع ہو سکتا ہے۔ دوسرے فرماتے ہیں۔ کہ شروط مناظرہ طے نہیں ہوئے حالانکہ احمدیوں کی طرف سے شروط مناظرہ پیش ہو چکے ہیں۔ جب آپ ان کو تسلیم کر لیں اور کوئی نئی شرط بطور بہانہ گریز نہ لگاویں جیسا کہ آپ نے نمبر ۴ میں فرما دیا کہ مولوی الٰہی بخش اور بخشی صاحب کے سوائے کوئی بالمقابل نہ ہو۔ آپ ہمارے اشتہار کے شرائط کو لفظ بلفظ نقل کر کے منظور فرماویں۔ اور اس کے مطابق انتظام کریں پھر ایک احمدی مولوی آپ کی خدمت میں پیش ہوگا۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ محض ناقل جھوٹا نہیں ہوتا براہ مہربانی ایسی تعلیم اپنے شاگردوں کو نہ دیا کریں۔ ہم خیر خواہی سے کہتے ہیں زمانہ نازک ہے۔ گورنمنٹ نے قانون بنایا ہے۔ کہ اس کے برخلاف جو شخص کہیں کوئی مضمون لکھیگا اس کا ناقل ہی لکھنے والے کی طرح بڑے گھر پہونچایا جاویگا اور یہ تو دنیوی گورنمنٹ ہے اب آسمانی گورنمنٹ کا حکم ہے۔ آپ کو یاد نہ ہو تو وہ حدیث شریف ہم یاد دلا دیتے ہیں۔ کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث کل ما سمع۔ واہ جی مولوی صاحب حضرۃ رسول اکرم تو فرماتے ہیں کہ جھوٹا کہلانے کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر بات جو سُنی جاوے وہی آگے چلائی جاوے۔ حافظ صاحب نے بے تحقیق بیسہ کا مضمون آگے چلا دیا خیر اسمیں ہمارا حرج نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ مباحثہ نہیں کرنا چاہتے تو آپ کی مرضی۔ ہم زبردستی نہیں کرتے ورنہ ٹال مٹول کرنا اور بے ہودہ حیلہ بازی کے پردہ میں فرار کرنا مناسب نہیں۔

جماعت احمدیہ - بنارس

جدید انجمن احمدیہ رہانہ

یہاں گرد و نواح کے مختلف قصبات میں چند احمدی احباب ہیں لیکن ایک دوسرے سے باوجود چند کوس کے فاصلہ کے ملنے کا موقعہ نہیں ملتا تھا آخر چودہری سوہنے خان صاحب نے سب احمدی برادران کو ۲۶۔ فروری ۱۹۱۱ء کو موضع مٹھیانہ میں مدعو کیا۔ چنانچہ سب کے اکٹھا ہو جانے پر کمترین نے تجویز پیش کی۔ کہ بھائیوں کو آپس میں ملنا چاہیئے اس لئے اور چندوں کے التزام کے لئے انجمن قائم کی جاوے۔ باتفاق رائے تجویز ہوا کہ بے شک انجمن کی ضرورت ہے اور انجمن قائم ہو گئی ۲ چونکہ اور دیہات میں چند ہی آدمی احمدی تھے اور رہانہ میں زیادہ ہیں اس لئے اس کا نام "انجمن احمدیہ رہانہ" قرار پایا ۳ تجویز پیش کی گئی انجمن کا جلسہ ماہوار ہونا چاہیئے تاکہ کم از کم ایک ماہ بعد ضرور ایک دوسرے سے ملنے کا موقعہ مل جایا کرے۔ قرار پایا کہ ہر انگریزی مہینہ کے آخری اتوار کو انجمن کا ماہوار جلسہ ہوا اور اس دن بھی فروری کا آخری اتوار ہی تھا اس لئے وہ پہلا جلسہ انجمن احمدیہ رہانہ کا قرار پایا ۴ جمعہ کے لئے کہ ایک جگہ جمعہ کی نماز ہوا کرے۔ کہا گیا۔ تجویز ہوا کہ گاؤں کا فاصلہ زیادہ ہے اس لئے مناسب ہے کہ بھگلانہ اور رہانہ یا کھیالہ میں جمعہ کی نماز ہو اور گرد و نواح کے بھائی ان دونوں سنٹروں میں آجایا کریں ۵ (۱) حکیم محمد عنایت اللہ صاحب میر مجلس (ب) چودھری محمد عثمان خان صاحب مشیر انجمن (سکرٹری) اور ماسٹر محمد علی صاحب ناظر انجمن تجویز ہوئے۔ امین اور محاسب کی خدمات چودھری محمد عثمان خان صاحب ہی سر انجام دینگے۔ ۶ چونکہ فاصلہ زیادہ ہے اور ایک جگہ ہی انجمن ہونا مناسب نہیں ہے اس لئے ہر ایک جلسہ مختلف مقامات پر ہوا کرے۔ ۷ دوسرا ماہوار جلسہ موضع بھگلانہ میں ہو ۸ نقول بدر۔ الحکم اور سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کو بغرض اطلاع ارسال کرتا ہوں۔

۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو بھگلانہ میں دوسرا ماہوار جلسہ تھا۔ جس میں تجویز ہوا۔ کہ کتب کی اکثر ضرورت رہتی ہے اور کتابوں کے لئے حاجی پور منشی حبیب الرحمٰن صاحب کے پاس جو دس بارہ کوس کا فاصلہ ہے۔ جانا پڑتا ہے اس لئے سب بھائی چندہ کریں تاکہ کتب خانہ کھولا جاوے۔ چنانچہ حسب ذیل چندہ پیشگی ہوا۔ اور باقیوں نے بعد میں دینے کے لئے کہا۔ (ب) ایک رقم پیشگی دیجاوے۔

چودھری حاجی نواب خان صاحب	بھگلانہ	عہ	۴ر ماہوار
چودھری سوہنے خان صاحب	مٹھیانہ	۲ر	۲ر
چودہری خیر محمد صاحب	بھگلانہ	۴ر	۲ر
ماسٹر محمد علی صاحب	آدم پور	۴ر	۲ر
منشی محب الرحمٰن صاحب برانچ پوسٹماسٹر	بالشہ	۸ر	۲ر

۲ کتب خانہ چودہری خیر محمد خان صاحب کے مکان پر بھگلانہ میں رہے۔ ۳ ماہوار چندہ کے لئے سب نے وعدہ کیا کہ ایک سیر فی من غلہ سے نکالکر فصل پر دیا کریں گے۔ ۴ دوسرا جلسہ موضع رہانہ میں ہونا قرار پایا۔ والسلام

خبردار پوسٹ کارڈ بیرنگ ہو جاتے ہیں مکرر

ڈاک کے قانون ساز آئے دن پوسٹ کارڈوں کے قواعد میں کچھ ایسے تغیر کرتے رہتے ہیں جن کی اطلاع پبلک تک بہت دیر میں پہنچتی ہے۔ اور کارڈ اکثر بیرنگ ہوتے رہتے ہیں آج ہمارے پاس دو کارڈ پہنچے ہیں جن کے دائیں طرف کے نصف میں نہ فرستندہ کا نام تھا نہ کوئی مضمون تھا نہ کوئی اور لفظ تھا اور انہ ٹکٹ چسپاں تھے مگر وہ بیرنگ کئے گئے تھے کیونکہ اس پر لکھا تھا کہ Stamper

دفتر اخبار بدر قادیان سے طلب کرو

مجموعہ درثمین فارسی اُردو مکمل ۹؍
درثمین مکمل فارسی مجلد ۶؍ غیر مجلد ۵؍
سنّت احمدیہ - ۴؍
معیار الصادقین ۳؍
لیکچر لاہور ا؍
کامن احمدی (الادا دائے) ۰؍
شہادت القرآن ۲۰؍
جام شہادت - ؍
کتاب الصیام ا؍
تفسیری نوٹ ۔؍
غلامی - ۳؍
رویائے صالحہ ۴؍
السّر المکتوم ۵؍
فتح الدین ۳؍
مباحثہ رام پوری ۲۰؍
الاستخلاف ۳؍
شری نہہ کلنک اوتار ۸؍
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ؍
مکتوبات احمدیہ بجائے ۸؍ صرف ۳؍
بدر کے پرانے فائل سنہ ۱۹۰۹ء للعہ؍

درثمین مکمل اُردو مجلد ۴؍ غیر مجلد ۳؍
چولہ گرونانک صاحب ا؍
کفّارہ - ۳؍
القول الصحیح - ا؍
کامن احمدی (مولوی غلام رسول صاحب) ؍
نظم مستورات ۰؍
سرالشہادتین ا؍
شرائط بیعت - ؍ ایک روپیہ کی ۱۲۵
صحیفہ آصفیہ ۲؍
عصمت انبیاء ؍
ضرورت زمانہ ۸؍
شہادت آسمانی حصہ اول و دوم ؍
ظہور المسیح ۶؍
البرہان الصریح ۲۰؍
مجموعہ فتاوے احمدیہ عہ؍
مورکھ سیدھ ا؍
کرشن لیلا - ا؍
خط اور حضرت کی تقریر ا؍
سات پارے ترجمۃ القرآن - بجائے سات روپیہ کے صرف
فائل سنہ ۱۹۰۸ء للعہ؍

فائل سنہ ۱۹۱۰ء للعہ؍

تبلیغی کارڈ

سادہ کارڈوں کے دوسری طرف جو نصف حصہ خالی ہوتا ہے ہم نے اس پر بدر پریس میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کا ثبوت چھپوایا ہے جس کے مفصلہ ذیل عنوان ہیں "ابن مریم مرگیا - نزول بروزی - نشانات ظہور مہدی - نشان صداقت" اور بڑی غور و فکر کے بعد نہایت مختصر مدلّل عبارت میں یہ مضمون ادا کیا گیا ہے۔ پانچ آنہ کے ۹ کے حساب سے جلد منگوالیں اور خط و کتابت میں استعمال کریں۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ بہت تھوڑے چھاپے گئے ہیں۔ بہت جلد درخواستیں کریں۔

ایک نئی تالیف

کشف الاسرار احباب سید صادق صاحب مختار عدالت اٹاوہ کے نام سے خوب واقف ہیں اکثر ان کے لاجواب مضامین بدر میں شائع ہوتے رہتے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدلّل گفتگو کرنیکا ایک خاص ملکہ دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کو عالمانہ رنگ میں ایسا باقاعدہ پیش کرتے ہیں کہ خصم کو اس کے ماننے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔ آپ نے حال میں ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ جو بدر پریس میں چھاپا گیا ہے اس میں آپ نے بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کردیا ہے کہ مسیح بن مریم علیہ السلام فوت ہوگئے اور ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ اور قیمت ۲؍ ہے۔ درخواستیں بنام منیجر بدر - قادیان آویں۔

عقائد احمدیہ جس میں مسیح موسوی کی وفات اور مسیح احمدی کے دعاوی کا اثبات اور اللہ، ملائکہ، اور یوم آخر - انبیاء - کتب تمام ارکان اصول اسلام کی نسبت اپنے عقائد کا اظہار ہے۔ قیمت ۲؍ - دفتر بدر سے طلب کرو۔

صابون سازی

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدین عنوان "تجارت کا راز" دیا تھا۔ فیس مبلغ چار روپے مقرر تھی۔ اب اکثر احباب کے ارشاد کے بموجب فیس مبلغ دو روپے دو آنہ کردی ہے۔ تاکہ غریب سے غریب بھائی بھی فائدہ اٹھاویں۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔ صابن امرتسری قسم اعلیٰ بدون امداد آگ و بھی دیگ و چونہ صرف چند منٹ میں طیار کرنے کی ترکیب عام فہم اُردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۲؍ ۶؍ میں روانہ ہوگی (۲) پتہ صاف - جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب سے جواب - (۳) اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلےٰ طیار نہ ہو۔ تو حلفیہ تحریر پر فیس واپس کی جاوے گی (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ اقرار کہ بدون اجازت منیجر ترکیب کسی کو نہ بتلائی جاوے گی روانہ کرنا ضروری ہوگا۔

المشتہر

غلام محی الدین اقبال موضع جنڈ والی سب آفس کھوڑیانوالہ (ضلع لائل پور)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی ہلچل پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی تھوڑا سا سوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اٹھانی پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور کے گھر ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست اور پیٹ کا درد اور قے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی عہ؍ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے طیار کیا ہے اور مثل ہری پتی کی مانند رنگ ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا بدہضمی۔ اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہو جاتی ہیں گود کے بچہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے۔ منگوا کر ملاحظہ فرما دیں

مفرح یاقوتی

طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور حضرت امیر المؤمنین کی مصدقہ ہے اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ بہی مفرح اور مقوی ہے۔ ہر قسم کے ضعف و سستی اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے۔ دفتر اخبار بدر سے بادائے قیمت نقد مبلغ للعہ؍ یا بذریعہ قیمت طلب پارسل ملسکتی ہے۔

ضرورت ناطہ ایک احمدی دوست نوجوان عمر ۱۲ سال قوم زمیندار وڑائچ ساکن راجیکی ضلع گجرات حال مدرس مدرسہ موضع رسول ضلع گجرات جو نہایت ہی صالح اور خلیق اور شریف آدمی ہیں اور جن کی علاوہ زمینداری آمد کے ۱۹ عہ ماہوار تنخواہ ہے کسی احمدی زمیندار خاندان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں جو صاحب پسند فرماویں۔ دفتر بدر میں اطلاع دیں۔

(۲) ایک احمدی نوجوان غریب الطبع۔ قوم کا ارائیں ضلع گوجرات کا باشندہ۔ عمر ۲۰ سال۔ تنخواہ ستر روپیہ ماہوار بوعدہ ایک روپیہ سالانہ ترقی۔ مستقل سرکاری ملازم نکاح کا خواہاں ہے۔ جو صاحب پسند کریں سید غلام حسین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ حصار سے خط و کتابت کریں۔

ضرورت نکاح ہمارے ایک معزز شریف آسودہ حال نوجوان دوست شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر اخبار بدر ہوگی۔

ضرورت ملازم ہمارے ایک عزیز کو جو ضلع لائل پور میں ملازم ہیں ایک ایسے استاد انٹرنس تک تعلیم یافتہ کی ضرورت ہے جو ان کے پاس چند ماہ رہکر انہیں انگریزی پڑھاوے

جنازہ غائب - میاں عبداللہ صاحب ساکن مونگ مہاجر قادیانی [illegible] انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

حضرت مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے درس قرآن شریف سے نوٹ

Digitized by Khilafat Library

پارہ پچیسواں ۲۵

(بقیہ رکوع نمبر ۷)

مورخہ ۴ - مارچ ۱۹۱۱ء سورۃ الزخرف

بقیہ رکوع نمبر ۱

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی طرح تم میں بھی آہستہ آہستہ رُوحانی زندگی آئے گی اور تم ایک زندہ قوم بن جاؤ گے۔

ماترکبون۔ انسان کے لئے ایک رُوحانی منزل بھی ہے۔ پس جیسے دنیا میں بڑی دیگر سواریاں ہیں ویسے ہی روحانی منزل تک پہونچنے کے لئے بھی ایسا سامان ہونا ضروری ہے

سبحان الذی۔ سمجھاتا ہے کہ رُوحانی رستہ اور سامان وصُول پاکر تمہیں خدا کی تسبیح وتقدیس بھی کرنی چاہیئے۔

من عبادہ جزءًا۔ جہان میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جو خود باقی رہتی ہیں مثلاً ستارے سُورج - زمین - دوم - جو پہلے فنا ہو جاتی ہیں - جیسے جانور - پودے - خود باقی رہنے والیوں کے لئے کوئی تخم یا بچہ نہیں ہوتا اور فنا ہو جانے والیوں کے لئے تخم یا انڈے۔ اس حکمت پر نظر کرنے سے معلوم ہو گیا کہ اولاد پہلی شے کے جانشین کا نام ہے تاکہ وہی یا ویسا کام دے جو وہ پہلی شے دیتی رہی۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے بیٹا ہے یا نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا ہے وہ گویا خدا کو بقائے عالم سے پہلے مرنے والا مانتے ہیں۔

۶ - مارچ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۸)

(سُورۃ الزخرف رکوع ۲)

پہلے تو یہ بتایا کہ خدا کے لئے اولاد قرار دینا بہت بُری بات ہے۔ اب سمجھایا کہ پھر اولاد میں سے بیٹیاں۔ گویا اپنی ذات سے بھی خدا کی شان کو گرانا ہے۔

وھو کظیم۔ دوسری جگہ پر فرمایا۔ یمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب

ینشؤا۔ نشوونما دی جاتی ہے۔

فی الخصام غیر مبین۔ اس میں سمجھایا کہ خدا کے کمالات ذاتی ہیں اور مخلوق دوسرے سے حاصل کرتی ہے۔ عورتوں کا کھل کر بول نہ سکنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے کمالات کے حصول میں غیر کی محتاج ہیں۔

اشھدوا خلقھم۔ اس میں یہ مسئلہ بتایا کہ عقائد کی بنا کس چیز پر ہوتی ہے۔

لوشاء الرحمٰن ما عبدنٰھم۔ گندے لوگ اپنے گندوں کے جواز کے واسطے کچھ نہ کچھ ڈھکوسلے بنا لیتے ہیں۔ اس کا جواب دیا۔

مالھم بذٰلک من علم۔ عقائد کی بنا الٰہی حکم پر ہے اور وہ عملی زندگی کے لئے بطور رُوح کے ہوتے ہیں پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کیسی چلا رہے ہیں کیا کسی کتاب میں ہم نے شرک کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ اصل صحیح ہے کہ جو کام ہم کر رہے ہیں وہ خدا کی مرضی سے ہے اور جائز ہے۔ تو پھر خود شرک کو اس دلیل سے جائز قرار دینے والے بعض باتوں میں چیخ اُٹھیں گے۔ جب ان کو کوئی مالی یا عرضی یا جانی نقصان پہونچا۔

بل۔ فرماتا ہے کہ شرک کرنے کی وجہ لوشاء الرحمٰن نہیں۔ بلکہ انا وجدنا ہے۔

اُمّۃٍ - دین - قرآن کریم میں آتا ہے۔ ان ابراھیم کان اُمّۃ۔

اب جن مفسرین نے یہی سمجھ رکھا تھا کہ اُمّت کے معنے صرف گروہ کے ہیں ان کو بہت دقت پیش آئی ہے۔ لیکن اُمّت نیکی سکھانے والے کو بھی کہتے ہیں اور یہاں یہی معنے ہیں جیسے کنتم خیر اُمّۃٍ میں بھی یہی معنے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔

انا وجدنا آباءنا۔ تقلید جامد سے خدا کی پناہ ایسے مقلدین کو بہت کم ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

بما ارسلتم بہ۔ مامور من اللہ کے انکار کی یہ سزا ہے۔ کہ انسان تمام حق باتوں کا منکر ہو جاتا ہے۔

کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ سمجھایا کہ یہ حال تم سے بھی یہی ہو گا۔

۷ - مارچ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۹)

(سُورۃ الزخرف رکوع ۲)

پروردگار مشرکین عرب کو حضرت ابراہیم ان کے جدامجد کے حالات سے نادم کرتا ہے پھر حق ماننے سے قوم مانع ہوتی ہے۔ فرمایا دیکھو وہ کس طرح الگ ہو گئے۔ حتٰی کہ اپنے باپ دادا کے مذہب کو بھی چھوڑ دیا۔

اِذْ - اِذْ کے ساتھ اذکر مقدر ہے۔

لابیہ - قال کے بعد جو ل آیا کرتا ہے وہ خطاب کے واسطے ہوتا ہے۔

متّعتُ - یہ انکار حق کی وجہ تبلائی کہ ان کو دنیاوی آسائش حاصل تھی۔ اکثر اسیوجہ سے انسان حق سے اعراض کرتا ہے اور اپنے ناصح مشفق کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے پھر اسی آسائش سے وہ اس دہوکہ میں آتا ہے کہ کامیابی کی یہی ایک راہ ہے چنانچہ پیچھے ان کا قول نقل ہو چکا ہے۔ وانا علی اٰثارھم مھتدون۔

سِحرٌ۔ بعض اوقات کوئی بات بہت صاف ہوتی ہے۔ مگر تعیین میں بہت سے جھگڑے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً جنّ کا لفظ ہے۔ اب اگر اس سے پوشیدہ مخلوق مراد لیں۔ تو کوئی بحث نہیں۔ لیکن اسی میں سے ایک فرد کی تعیین کر دیں۔ تو پھر بہت جھگڑا اُٹھے گا۔ اسیطرح

سحر کا لفظ ہے اس کے صحیح معنے ہیں۔ مادق ولطف ماخذہ۔ کام کے نفس وقوع مین تو کوئی شک نہین۔ مگر اس کا سبب ہم سے مخفی ہو۔ جب اس کی تعیین منتر جنتر وغیرہ سے کی گئی۔ تو پھر فساد پڑ گیا اور قرآن مجید پر بھی اعتراض ہونے لگے۔

کفار جب دیکھتے ہین کہ انبیاء باوجود غربت وجتھا کی کمزوری اور مخالفت شدیدہ کہ مظفر ومنصور ہوتے ہین تو وہ اس کا سبب نہ جاننے کی وجہ سے اس کا نام "سحر" رکھتے ہین۔

علیٰ رجل من القریتین عظیم۔ یہ اسی صفت ہوآر کی تفصیل ہے کہ آسائش سے کس قدر خیال بگڑتے ہین کہ اب نبوت بھی ایسے ہی لوگون کا حق سمجھتے ہین۔

عظیم۔ رجل کی صفت ہے۔ یہ خیال ان کا اس وجہ سے ہے۔ کہ اگر کسی عظیم الشان پر نزول وحی ہوتا تو اس کی وجاہت کی وجہ سے بہت سے لوگ مان لیتے۔ دوم۔ ضروریات سلسلہ کا خود ہی متکفل ہوتا۔ اس کا جواب سناتا ہے۔

سخریا۔ کبیر المحکوم۔ تمسخر کے معنے نہین۔ سمجھایا۔ کہ پہلا سوال تو یہ ہے کہ جن کو وجاہت و دولت دی گئی۔ ان مین کیا خصوصیت تھی۔ جب یہ محض فضل خدا ہے تو نبوّت بھی مفضل ہی سمجھو۔ جیسا کہ دولت کا۔ دنیا تمہارے کسی اصول کے ماتحت نہین ہو سکتا۔

یہ رفع درجات دنیا کے تمدن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی حاکم ہو کوئی محکوم اور ایک دوسرے کے کام آسکے۔ پھر ہر ایک کی ضرورت اشد ہے۔ ایک بھنگی بھی اپنی نوعیّت کے لحاظ سے سوسائیٹی کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک دولتمند امیر۔ یہ معنے نہین کہ بڑے چھوٹون سے کام لین بلکہ یہ بھی کہ چھوٹے بڑون سے کام نکالین مخدوم بھی ایک حیثیت سے خادم ہے۔ اور خادم مخدوم۔

ولولا ان یکون۔ اس بات کا بیان فرماتا ہے۔ کہ نبوّت و وحی کے مقابلہ مین اس دنیا کی دولت وساز وسامان کی کچھ بھی حقیقت نہین۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر قدر ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ وہ دنیا مراد ہے۔ جو اللہ سے غافل کرنے والی ہے۔ اگر دنیا کو انسان وصول الی اللہ کی سواری بنالے تو پھر انعام الٰہی ہے۔

ومعارج۔ چون کہ عطف ہے۔ اس لئے من۔ فضتہ کی قید۔ معارج۔ ابواب سرر کے ساتھ بھی ہے۔

زخرفاً۔ زخرف کے معنے سونے کے بھی ہین اور زینت کے اسباب کے بھی ہیں یہان دوسرے معنے صحیح ہین۔

۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۱۰۔ سورہ زخرف رکوع ۴)

ذکر الرحمٰن۔ ذکر دو قسم کا ہے اور قرآن مجید مین دونون معنے مراد لئے ہین۔ لا الٰہ الا اللہ۔ تسبیح۔ ذکر اللہ ہی ہے۔ پھر وہ دعائین۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھنے بیٹھنے جاگنے۔ کھانا کھانے۔ پاخانے جانے کے لئے مروی ہین۔ مگر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنی ہر حرکت ہر سکون۔ ہر قول وفعل کو خدا تعالیٰ کے حکم کی ماتحت رکھنا اور تمام مناسب اوقات مین اللہ کو یاد رکھنا

شیطاناً۔ جو لوگ فرشتون کے قائل ہین۔ وہ شیطانون کو بھی مانتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حقیقت قریب قریب ہے۔

ہر ایک چیز از قسم جمادات ہو یا نباتات یا حیوانات باعتبار اپنی حقیقت وماہیت کے خدا سے ایک تعلق رکھتی ہے اور اس کے حکم کی ماتحت کام کرتی ہے۔ جس طرح فرشتون کا نیک اجسام سے تعلق ہے۔ اسی طرح جنون کا تعلق بعض اجسام سے ہے اور یہ بمنزلہ ان کی روح کے ہین۔ چنانچہ حکم ہے۔ کہ ہڈی سے استنجا نہ کرو۔ کیون کہ یہ جنون کی غذا ہے۔ اب بظاہر تو ہڈی کو کتّے وغیرہ ہی کھاتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ ان بُرے جانورون اور کیڑون سے ان جنون کو ایک تعلق ہے۔ اسی واسطے دعا سکھائی۔ اللّٰھُمّ انی اعوذبک من الخبث والخبائث۔

فلمّا جنّ علیه اللیل۔ سے جنّ کے لفظ کے معنے کھلے ہین۔ پوشیدہ اجرام کا نام ہے اور طاعون وہیضے کے کیڑے بھی گندگی ہی مین پیدا ہوتے ہین۔ فرشتون مین نورانیت واطاعت ہے اور جنّون وشیطانون مین ظلمانیت اور تمرّد ہے۔

جنّ۔ شیطان واقع مین ہین اور پھر ان کے مظاہر بھی ضرور ہین۔ جن کے ذریعہ ان کی کارروائیون کا ظہور ہوتا ہے۔ جب انسان ذکر الرحمٰن سے جی چُراتا ہے۔ تو پھر بُرون سے اس کا تعلق بڑھتا ہے۔ کیوں کہ بدی کو خود ہی اس نے پسند کیا۔

ولن ینفعکم۔ مفسرین نے اس کے یہ معنے کئے ہین کہ نفع نہ دیگا تمہیں یہ جان لینا اس وقت کہ یہ بئس القرین ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ نفع نہ دے گا تمہین۔ دونون کا عذاب مین شریک ہونا۔ نفع تو یہ ہے۔ کہ تم بچ جاتے اور وہ متبوع شیاطین عذاب مین گرفتار ہوتے۔ مگر یہاں تو کل ضعف کا فتوےٰ ہے۔

فامّا نذھبنّ بك۔ مفسرین نے یہ معنے کئے ہین یا ہم تم کو وفات دیدینگے۔ مگر میرے نزدیک یہ معنے پسند ہین۔ کہ ہم تجھے لے جائین گے مکّہ سے۔ چنانچہ پہلے یہ فرما چکا ہے کہ ان مشرکین عرب پر عذاب اس وقت آئے گا کہ آپ (اے نبیؐ) انہین نہ ہون گے۔ اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے۔ کہ یہ سورۃ مکّی ہے۔

لذکر لك۔ یہ ذکر ہے تیرے لئے۔ یعنی جس طرح کتاب الٰہی کی وجہ سے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم معزز ومکرم ہوئے۔ اسی طرح آپ اور آپ کی قوم اگرچہ اس وقت معمولی ہین مگر ایک وقت آتا ہے کہ یہ قوم تاریخی قوم بن جاوے گی اور تمہارا نام چار سُوئے عالم مین پھیل جائیگا۔

وسوف تسئلون۔ آیندہ ایک زمانہ آتا ہے کہ لوگ تمہارے حالات پُوچھین گے۔ اور بڑے بڑے مسائل تمہارے چال چلن۔ طرز عمل۔ اقوال۔ افعال سے حل کئے جاوین گے۔

وسئل من ارسلنا۔ یعنے جس طرح اگلے رسُولون کے حالات سے اہم مسائل حل ہوئے ایسے ہی تمہارے حالات سے ہون گے۔

۱۴۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۱)

(سورۂ زخرف رکوع ۵۔)

پیچھے شرک کا ذکر تھا۔ اب ایک بیان سناتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تباہی ہوئی

راہ پر نہ چلنے والے ہمیشہ تباہ ہی ہوتے ہین۔

ھی اکبر من اختھا۔ بڑھ چڑھ کر نشانات دکھائے۔ دوسرے مقام پر نو نشانون کا ذکر ہے

ینکثون۔ وعدہ انا لمھتدون کا توڑتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ بھیجدینے کا۔

ایہ الساحر۔ باوجود اس کے کہ وہ لوگ اس وقت دُعا کی درخواست کر رہے ہین ایسے شریر تھے۔ کہ ساحر کہنے سے باز نہ آتے تھے۔ حضرت موسے اپنے شریفانہ برتاؤ سے پھر بھی درگذر فرماتے اور دُعا کر دیتے۔

الیس لی ملک مصر۔ مفسرین یہان بہت گھبرائے ہین کہ دعوے تو خدائی کا اور دلیل یہ دی۔ کہ الیس لی ملک مصر۔ یہ کیا بات ہے۔ پھر اس کی توجیہ کی ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان کا خدا سمجھنا ایک مستبعد سی بات ہے۔ مگر بعض اصُول ایسے کمزور اور گندے ہین کہ ان کی بنا پر ماننا پڑتا ہے۔ مثلاً اوتار کے متعلق یہ سمجھنا کہ خدا کسی انسان کے اندر حلول کر جاتا ہے اور اسے سلطنت بھی دیجاتی ہے۔ چوں کہ مصر والے بھی اسی قسم کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس لئے ان کے لئے یہ سلطنت بمنزلہ دلیل الوہیت ہے۔ میرے نزدیک فرعون کو اپنی الوہیت کا دعوے ثابت کرنا مقصود نہین۔ کیوں کہ الم نربک فینا ولیدا سے ظاہر ہے۔ کہ رب کا لفظ وہ پرورش کرنے والے پر بولتے تھے اور اسی بنا پر وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا۔

یہاں جو الیس لی ملک مصر کہا تو اس لئے کہ موسے سے اپنے تئین بڑا آدمی ثابت کرے چنانچہ آگے کہتا ہے۔ ام انا خیر

اسورۃ من ذھب۔ سونے کے کڑے امارت و ریاست کی نشانی سمجھی جاتی ہے اب بھی بعض ریاستون مین اس کا نشان پایا جاتا ہے۔

وجاء معہ الملئکۃ۔ بعض بحثین لفظی ہوتی ہین یا تعیین حقیقت مین فرق ہوتا ہے نفس ملائکہ سے کوئی منکر نہین۔ دیکھو مسلمان اگر ملائکہ مانتے ہین۔ تو ہندو دیوتے و دیویان

فاستخف۔ بے وقوفی کی طرف لے جانا چاہا۔ ذلیل کیا۔

فاسقین۔ خدا کے حکم سے نکلنے والے۔ حکم عدولی سے نیکی کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔

فلما اسفونا انتقمنا منھم۔ لغت والے چون کہ انسانی حالات کے اعتبار سے معنے کرتے ہین اس لئے جب خدا کے لئے یہ الفاظ بولے جاتے ہین تو دھوکہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب انہون نے ایسی حالت بنائی۔ جو موجب اسف ہو۔ تو جو نتیجہ غضب تھا۔ وہ ان پر وارد ہو گیا۔

مثلاً۔ مثل (۱) حالت (۲) ایسی حالت جو دوسرے امر کو واضح کر دے یعنی ایسا بنا دیا کہ ان کے حالات سے یہ بات کھل سکے۔ کہ خدا کا مقابلہ کرنے والے کامیاب نہین ہوتے۔

۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵۔ رکوع ۱۲)

(سُورۃ الزخرف رکوع ۶)

ضرب ابن مریم مثلاً۔ جب بیان کی گئی۔ ابن مریم کی تمثیل۔

ما ضربوہ۔ نہیں بیان کیا اس مثال کو۔

مفسرین تو اس کی یہ وجہ لکھتے ہین کہ جب قرآن مجید مین ذکر آیا۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم۔ تو اس کے مشرکین نے یہ معنے کئے۔ کہ جس قدر معبود غیر اللہ ہین۔ وہ جہنم مین ڈالے جاوین گے۔ اس طرح پر وہ گویا مسیح کو بھی ساتھ ملاتے تھے۔ جو عیسائیون کا معبود ہے۔ اس بنا پر یہ جواب دیا گیا۔ کہ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ۔

حالان کہ اس طرح پر ان کا سوال حل نہین ہوتا۔ اوّل تو ما تعبدون کا ذکر بھی اس سورۃ مین نہین۔ ماقبل و مابعد کی مناسبت سے میرے نزدیک یہ بات ہے۔ کہ یہان مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے۔ اور دوبارہ آنے سے یہ مراد ہے کہ مثیل مسیح آوے۔ یعنی اس کی خو بُو پر۔ پہلے خدا کے حلول کا ذکر تھا۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ تم خود حلول کے قائل ہو۔ جیسا کہ کہتے ہو۔ کہ مسیح پھر کسی مین حلول کر کے آئے گا۔ پس ہمارے معبود اچھے ہوئے۔ کہ ان مین خدا کا حلول ہے اور تمہارے ماننے میں ایک انسان کا۔ پروردگار ان کی غلطی جتاتا ہے۔ کہ بروز کے یہ معنے نہین کہ پہلے کی رُوح دوسرے مین حلول کرے بلکہ ان ھو عبد۔ وہ ایک بندہ ہو گا۔ جس پر ویسے ہی انعام ہون گے جیسے پہلے ایک پر ہو چکے۔

انسان کے مثیل کیا۔ فرشتون کے مثیل بھی بنانے پر قادر ہین۔ یعنے ہم مین ایسے لوگ پیدا ہون۔ جو فرشتون کے صفات پر متصف ہو۔ صحیح معنے۔ جب بیان کیا گیا ابن مریم تمثیل کے طور پر۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم۔ اس پر تیری قوم تالیاں بجاتی ہے۔ کہ حلول کا مسئلہ جس پر مسلمان ہنستے تھے۔ اس کے قائل ہو گئے۔ اور کہتے ہین کہ ہمارے معبود اچھے ہوئے۔ کیون کہ وہ خدا کے اوتار ہیں اور تمہارے نبی کسی انسان کے فرمایا۔ نہین وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا اس پر۔ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا۔ مثیل مسیح کے وجود سے یہ امر واضح ہو گا۔ کہ نہ تو مسیح ناصری ملعون ہوا۔ اور نہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ بلکہ ایسا ہی تھا جیسا یہ۔

انہ لعلم للساعۃ۔ اس کے یہ معنے بھی اگر کئے جاوین کہ وہ مسیح علامت ہے قیامت کے لئے تو بھی پھر نزول کہاں سے ثابت ہو گا۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ مسیح کی بے باپ ولادت دلیل قیامت ہے۔ ہزارہا سال بعد ہونے والی بات دلیل کس طرح بن سکتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو اس کے معنے آسان ہیں۔ کہ وہ مثیل مسیح ساعت کا علم ہے۔

۱۹۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ بقیہ رکوع ۱۲)

(سُورۃ الزخرف بقیہ رکوع ۶)

ولما جاء عیسیٰ۔ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک نبی کے بھیجنے مین دو غرضین مد نظر ہوتی ہین۔ ایک تو یہ کہ جو نئی باتین دین مین پیدا ہو گئی ہون ان کو مٹا دے اور ان کی بجائے محکم باتین (حکمت) قائم کرے۔

دوم۔ جو اختلاف پڑا ہوا ہو۔ اس مین فیصلہ کر کے حق بتا دے۔ چنانچہ یہی دو غرضین حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے۔

واطیعون۔ دوسرے مقام پر الا لیطاع باذن اللہ فرمایا۔ یہ رسُولون کے بھیجنے کا

نلتہ ہے۔ یعنی رسول یہ سمجھانے کے۔ لئے آتے ہین کہ ہر کام مین اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جاوے اور جس کی اطاعت ہو صرف اسی لئے ہو۔ کہ خدا کا حکم ہے۔

فاعبدوہ۔ عبادت کا جہان حکم ہے وہان خدا تعالیٰ اپنی صفت ربوبیت کا ذکر کرتا ہے کیون کہ یہی موجب فرضیت عبادت ہے۔ دیکھو جس کی اطاعت کرتے ہین اس مین کچھ نہ کچھ شان الوہیت کا جلوہ ہوتا ہے۔ مثلاً۔ والد۔ اُستاد۔ بادشاہ۔

صراط مستقیم۔ بتادیا کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ اللہ کا تقوےٰ اور عبادت اور رسُول کی اطاعت۔

فاختلف الاحزاب۔ اختلاف کبھی وعظون سے یا انجمنون کے قائم کرنے سے نہین مٹتا بلکہ اس کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ ایک امام کے جھنڈے تلے ہون اور اس مامور من اللہ کی اطاعت کرین۔ جو خدا کیطرف سے آیا۔

لوگ ہمین کہتے ہین احمدیون نے تفرقہ ڈالا۔ حالان کہ انہون نے وحدت قائم کی۔ کیون کہ ان کی جماعت مین مقلد۔ غیر مقلد۔ نیچری سب جمع ہین مگر یہ لوگ کوئی اتحاد نہین رکھتے۔ کیون کہ ایک ایک مسجد کے مُلّاں کا الگ الگ مذہب ہے۔ تحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتی۔

الاخلاء۔ خلیل کی جمع ہے۔

۲۰۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

(پارہ ۲۵ رکوع ۱۳)

(سُورۂ الزخرف۔ رکوع ۷)

یٰعباد۔ یاعبادِیْ

لاخوف علیکم۔ دنیا مین بھی اولیاء اللہ۔ حزب اللہ۔ مفلحون کا یہی نشان فرمایا کہ وہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ ہوتے ہین۔ آخرت کے لئے بھی یہی فرمایا۔

الذین اٰمنوا۔ اس قیامت کی گھڑی مین جن کو خدا یٰعباد کے معزز خطاب سے مخاطب فرمائیگا ان کے اوصاف یہ ہیں۔

باٰیٰتنا۔ وہ نشان جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کلام اللہ کی صداقت کے واسطے ظاہر ہوں۔ دوم۔ کلام الٰہی کے ٹکڑون کو بھی کہتے ہین یہان دونو معنے ہین۔

وکانوا مسلمین۔ فرمان بردار۔ لفظ مومن ومسلم میں بہت بحث ہے۔ ایمان مین اعتقادی اُمور کا زیادہ تعلق ہے اور اسلام مین۔ ان معتقدات کے مطابق عملدرآمد۔ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث مین اس کی تشریح ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ ایمان واسلام ایک چیز نہیں۔

ازواجکم۔ تمہارے جوڑے۔ خاص بی بی ہی مراد نہیں۔

اکواب۔ کوب کی جمع۔ گلاس (۲) اس لوٹے کو بھی کہتے ہین جس کا ہینڈل نہ ہو۔

خالدون۔ خوشی کے مقام پر اس حالت سے نکلنے کا دغدغہ بھی روح فرسا ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا وہان یہ بات نہ ہوگی۔

اورثتموھا۔ ورثہ کا لفظ صرف ترکہ میت کے لینے پر نہین بولا جاتا۔ بلکہ کوئی چیز جو کسی اور کے لئے ہو اس سے لیکر پہلے کو دینے کا نام بھی ہے۔ گویا جسے جنّت ملیگا اسے دکھایا جائیگا۔ اگر یہ اعمال نہ کرتے۔ فضل الٰہی نہ ہوتا۔ تو پھر اس کی بجائے اور جگہ تھی۔

بما کنتم تعملون۔ اس سے یہ مقصود نہین کہ اعمال کا نتیجہ لازمی جنّت ہے۔ بلکہ وہ اعمال جاذب فضل الٰہی ہین اور نجات فضل سے ہے۔ چون کہ خدا کے حکم سے اپنی خواہشون کو چھوڑا۔ اور تکلیف اٹھائی۔ اس لئے اس پر خدا تعالیٰ راضی ہوا۔ اور انعام مین جنّت ملا۔

فاکھۃٌ۔ مزہ بدلانے کے لئے مزیدار چیز ہے۔

یٰملٰک۔ عام طور پر مفسرین نے یہی لکھا ہے۔ کہ مالک افسر جہنّم فرشتے کا نام ہے۔

مبرمون۔ ابرام کہتے ہین رسّہ بٹنے کو۔ یعنی پختہ فیصلہ کر لینے والے۔ اَمْ۔ منقطعہ ہے بمعنے کیا بلکہ۔ انہون نے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔ تو ہماری طرف سے بھی ان کی ہلاکت وتباہی آنی ہے۔

ام یحسبون انا لانسمع۔ یہ ضروری نہین کہ یہ بات وہ کہتے بھی ہون بلکہ ان کی عملی حالت اس بات پر گواہ ہے۔

فانا اول العٰبدین۔ مفسرین نے کہا ہے کہ یہ علی سبیل الفرض ہے۔ یعنی اگر کوئی بیٹا ہوتا۔ تو مین اس کی عبادت سب سے پہلے کرنے والا ہوتا۔ عیسائیون کو سمجھایا۔ اوّل نمبر کا عابد مین ہون پس اگر کوئی بیٹا ہوتا۔ تو مین بھی اس کی عبادت کرتا۔

اِلٰہٌ۔ (۱) معبود (۲) متصرف۔ اس جگہ دوسرے معنے مراد ہین۔ ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیٹا ہونے کی تردید فرمائی۔ کیونکہ بیٹے سے جو اغراض مطلوب ہین وہ تو خدا کو پہلے ہی سے حاصل ہین۔

وعندہٗ علم الساعۃ۔ خود مسیح کا انجیل مین اقرار ہے کہ مجھے اس گھڑی کا علم نہین بخشا گیا۔ گویا یہ بھی اس کی الوہیت کا رد ہے۔

لطیفہ۔ مسیح کو علم الساعۃ فرمایا۔ یہان عندہ کہا جس سے ظاہر ہے کہ وہ مر چکا جیسے شہداء خدا کے پاس ہین۔

لطیفہ ثانی۔ الیہ ترجعون۔ یہ اُمید نہ لگاؤ کہ وہ (مسیح) تمہارے پاس آئیگا بلکہ تم بھی اسی کے حضور لوٹائے جاؤگے جس کے پاس وہ ہے۔

الّا من شھد بالحق۔ شفاعت کا مالک وہ ہے جو حق کی شہادت دے رہا ہے۔

وھم یعلمون۔ یعنے یہ لوگ بھی جانتے ہین۔ کہ وہ جناب رسالتمآب علیہ السلام ہین۔

وقیلہ۔ مفسرین وَ قسم کی بتاتے ہین۔ اور معنے یہ کرتے ہین کہ قسم ہے رسُول کے اس قول کی کہ یارب

لیکن میرے نزدیک یہ بات نہین کیونکہ حرف قسم کے بعد وہ جملہ نہین۔ جس پر قسم کھائی جاوے۔

اس سورۃ مین ان لوگون کے ہلاکت کے اسباب بتائے ہین پس خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ اسباب موجب ہلاکت بجائے خود ہین۔ اور پھر یہ وجہ بھی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم دُعا کرتے ہین۔ اور تمہاری شوخیون اور گستاخیون کی فریاد میرے حضور کر رہے ہین۔

یہان سُورۂ الزّخرف کے نوٹ ختم ہوئے۔